

# ندائے خلافت

ہفت روزہ

لاہور

49

تنظيم اسلامی کا پیغام  
خلافت راشدہ کا ناظم

مسلسل اشاعت کا  
31 وال سال

## تنظيم اسلامی کا ترجمان

25 جمادی الاولی تا یکم جمادی الآخری 1444ھ/20 دسمبر 2022ء

### انقلاب کے لیے کیسے لوگ درکار ہیں؟

یہ کہنا بالکل حق بجانب ہے کہ اب انسانیت کا مستقبل اسلام پر مخصر ہے۔ انسان کے اپنے بنائے ہوئے تمام نظریات ناکام ہو چکے ہیں۔ ان میں سے کسی کے لیے کامیابی کا بامکان نہیں ہے، لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا صحیح نہ ہو گا کہ دنیا بس مفتوح ہونے کے لیے تیار بیٹھی ہے۔ اسلام کی خوبیوں پر ایک وعدہ اور اس پر ایمان لانے کے لیے ایک دعوت نامہ شائع ہونے کی دیر ہے، پھر ایشیا، یورپ، افریقہ سب مسخر ہوتے چلے جائیں گے۔ ایک تہذیب کا سقوط اس طرح اچانک نہیں ہوا کرتا۔ دنیا کو اسلام کی نعمت سے بہرہ درکرنے کے لیے صرف اتنی بات کافی نہیں ہے کہ یہاں صحیح نظریہ موجود ہے۔ صحیح نظریہ کے ساتھ ایک صالح جماعت کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ایسے لوگ درکار ہیں جو اس نظریے پر سچا ایمان رکھتے ہوں۔ ان کو سب سے پہلے اپنے ایمان کا ثبوت دینا ہو گا۔ اور وہ صرف اسی طرح دیا جاسکتا ہے کہ وہ جس اقتدار کو تسلیم کرتے ہیں، اس کے خود مطبع بنیں۔ جس ضابطے پر ایمان لاتے ہوں، اس کے خود پابند ہوں۔ جس اخلاق کو صحیح کہتے ہیں، اس کا خود نمونہ بنیں۔ جس چیز کو فرض کہتے ہیں اس کا خود اتزام کریں اور جس کو حرام کہتے ہیں اسے خود چھوڑ دیں۔ اس کے بغیر تو ان کی صداقت آپ ہی مشتبہ ہو گی کہ کوئی ان کے آگے سر تسلیم خرم کرے۔ پھر ان کو اس فاسد نظام، تہذیب و تمدن و سیاست کے خلاف عملًا بغاوت کرنی ہو گی۔ اس سے اور اس کے پیروؤں سے تعلق توڑنا ہو گا۔ ان تمام فائدوں، لذتوں آسانشوں اور امیدوں کو چھوڑنا ہو گا جو اس نظام سے وابستہ ہوں اور اس راہ میں تمام نقصانات، تکلیفوں اور مصیبوں کو برداشت کرنا ہو گا۔ پھر انہیں وہ سب کچھ کرنا ہو گا جو ایک فاسد نظام کے تسلط کو مٹانے اور ایک صحیح نظام قائم کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اس انقلاب کی جدو جہد میں اپنا مال بھی قربان کرنا ہو گا۔ اپنے اوقاتِ عزیز بھی صرف کرنے ہوں گے۔ اپنے دل و دماغ اور جسم کی ساری قوتوں سے بھی کام لینا ہو گا اور قید و جلاوطنی اور ضبط اموال اور تباہی اہل و عیال کے خطرات بھی سنبھلنے ہوں گے اور وقت پر اپنی جانیں بھی دینیں۔

دعوت اسلامی  
محمد الغزالی

### اس شمارے میں

کیا نظام اباظل میں اطاعت رسول  
ممکن ہے؟ (7)

زینت دنیا اور باقیات صالحات

نوجوانانِ پاکستان سے اپیل!

ظلم سے باز رہے، مظلوم کا ساتھ دیجئے!

تازہ ہوا کا ایک جھونکا (2)

پاکستان عالمی قوتوں کے شکنے میں



## حضرت صالح علیہ السلام کی تعلیم

آیات: ۱۴۱ تا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورَةُ الشَّعْرَاءَ

كَذَّبَتْ شَوْدُ الْمُرْسِلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخْوْهُمْ صِلْحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْلَكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۝ إِنْ أَجْرٍ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتَرَكُونَ فِي مَا هُنَّا أَمْنِينَ ۝

آیت: ۱۴۱ ﴿كَذَّبَتْ شَوْدُ الْمُرْسِلِينَ﴾ ”(اسی طرح) قوم شمود نے رسولوں کو جھٹایا۔“

آیت: ۱۴۲ ﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخْوْهُمْ صِلْحٌ أَلَا تَتَّقُونَ﴾ ”جب ان کے بھائی صالح نے انہیں کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟“

آیت: ۱۴۳ ﴿إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ﴾ ”یقیناً میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔“

آیت: ۱۴۴ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُونِ﴾ ”پس اللہ سے ڈرواد مریری اطاعت کرو۔“

آیت: ۱۴۵ ﴿وَمَا أَسْلَكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرٍ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ”اور میں تم سے اس پر کسی اجر کا طالب نہیں ہوں، میری اجرت تو تمام جہانوں کے رب ہی کے فی می ہے۔“

آیت: ۱۴۶ ﴿أَتُتَرَكُونَ فِي مَا هُنَّا أَمْنِينَ﴾ ”کیا تم چھوڑ دیے جاؤ گے ان (نعمتوں) میں یہاں امن سے!“

تمہارا کیا خیال ہے کہ تم ان سب چیزوں کے درمیان جو یہاں تمہیں میسر ہیں، یونہی امن و سکون اور اطمینان سے ہمیشہ رہنے دیے جاؤ گے اور یہ نعمتیں کبھی تم سے خدا نہ ہوں گی؟

### غیبت سے روکنے کا اجر و ثواب

رس  
حدیث

عَنْ أَسْمَاءَ بْنَتِ يَزِيدَ ثُنْجَنَى قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ بِالْغِيَّبَةِ كَانَ حَقًا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعَتِّقَهُ مِنَ النَّارِ)) (منhadīth)

حضرت اسماء بنت یزید ثُنْجَنَى سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس بندے نے اپنے کسی مسلم بھائی کی عدم موجودگی میں اُس کے خلاف کی جانے والی غیبت اور بدگوئی کی مدافعت اور جواب دی کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ آتش دوزخ سے اس کو آزادی بخش دے۔“

**تشریح:** مسلمان آپس میں اخوت کے رشتہ میں مسلک ہیں۔ ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ دوسرے مسلمان کی غیبت کرے یا اُس کی عدم موجودگی میں اُسے برا بھلا کے۔ اس کے عکس اگر کسی مسلمان بھائی کی کہیں برائی بیان کی جا رہی ہو یا اُس کی شخصیت پر کچھ اچھا لاجارہ ہو تو وہ از راہ ہمدردی اُس کی مدافعت کرے گا یعنی بدگوئی کرنے والے کو بدگوئی سے روکے گا۔ اُس کے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش کا ذمہ لے لیتا ہے۔

# نو جوانانِ پاکستان سے اپیل!

کیا آپ نے کبھی دیکھا کہ کسی گھر میں جواں سال مریض جان کنی کی حالت میں پڑا ہو، اُس کی نبض ڈوب رہی ہو۔ ڈاکٹر کے چہرے سے مایوسی ٹپک رہی ہو۔ وہ بار بار نفی میں سر ہلا رہا ہو۔ کبھی ایک نسخہ تجویز کر رہا ہوا اور کبھی دوسرا، اور گھروالوں سے دعا کے لیے کہہ رہا ہو۔ لیکن اُس گھر کے مکین دوا اور علاج کے لیے دوڑھوپ کرنے کی بجائے اور اللہ سے مریض کی شفا اور صحت یابی کے لیے گڑگڑا کر دعا نہیں کرنے کی بجائے، راگ رنگ میں مصروف ہوں یا ٹیلی ویژن پر کرکٹ میچ دیکھتے ہوئے تالیاں پیٹ رہے ہوں یا گھر میں رنگا رنگ تقریبات منعقد کر رہے ہوں یا سیر و تفریح اور پنک منانے کا پروگرام بنارہے ہوں۔ اگر اہل خانہ کی ذہنی حالت درست ہے تو ایسا ہرگز ہرگز ممکن نہیں۔

ہم اُس قوم کی حالت اپنے ذہن میں دھرارہے ہیں جواب 75 سال کی ہو چکی ہے۔ کسی قوم کے لیے یہ عمر اگرچہ بھر پور جوانی کی نہیں لیکن بڑھا پا بھی ہرگز نہیں ہے۔ بعض ریاستیں تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید توانا ہو جاتی ہیں۔ جیسے چین اور بھارت اس عمر کو پہنچے ہیں تو اُن کی توانائی عالمی سطح پر محسوس کی جا رہی ہے، جبکہ جواں سال پاکستان انتہائی لا غر اور کمزور حالت میں بستر پر پڑا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اُس کا خون نچوڑا جا چکا ہے۔ اُس کی ہڈیوں کا گودا نکالا جا چکا ہے یا اس کو کوئی ایسا موزی مرض لاحق ہو گیا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں۔ دنیا جہاں اور خود پاکستان کے اندر سے یہ آوازیں اُٹھ رہی ہیں کہ اب بچتا نظر نہیں آتا۔ عالمی سطح پر ایک انتہائی طاقتو را تھادا اپنے دانت تیز کر رہا ہے۔ سفید سامراج پاکستان کے اندر کارروائی کرنے کی باتیں سرکاری سطح پر کر رہا ہے لیکن گردن گھما کر دیکھیں، کوئی اضطراب، بے چینی، بے قراری، کوئی تشویش یا کم از کم پریشانی ہی آپ کو محسوس ہوتی ہے؟ شادیوں کا موسم ہے، شادیا نے نج رہے ہیں۔ واپڈا کی پھیلائی ہوئی تاریکی کو جزیڑوں کی گڑگڑا ہٹ سے روشنی میں بدلا جا رہا ہے۔ دھن کمانے اور اندھا دھند کمانے کا موسم تو 75 سال سے یکساں ہے، اُس کے بدلنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ حرام حلال گویا پرانے زمانے کی

# نداۓ خلافت

تنا خلافت کی بنا اور دنیا میں ہو اپھر استوار  
لگائیں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب و جگہ

تنظیم اسلامی کا ترجمان اعظم خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 جمادی الاولیٰ تا یکم جمادی الآخری 1444ھ جلد 31  
20 26 دسمبر 2022ء شمارہ 49

مدیر مسئول / حافظ عاکف سعید

مدیر / ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون / فرید الدین مراد

نگان طباعت: شیخ حیم الدین

پبلیشور: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری  
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزوی منتظم اسلامی

"دارالاسلام" ملکان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوش کوڈ 53800  
فون: 042 35473375-78 مقام اشاعت: 36۔ کے ماذل ٹاؤن، لاہور۔  
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000 nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرون ملک..... 800 روپے

بیرون پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)

انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

"مکتبہ مرکزوی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال

کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء  
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہماری رائے میں استحکامِ پاکستان کے لیے تحریکِ پاکستان جیسا عزم لیکن انداز مختلف اپنانا ہوگا۔ قیامِ پاکستان کے لیے مسلمان ووٹ کی ضرورت تھی۔ متقیٰ پرہیز گار اور فاسق و فاجر مسلمان کا ووٹ ایک جیسا تھا۔ لہذا زبان کی نوک پر آئے ہوئے اس نعرہ سے کام چل گیا: ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ۔ اب دفاعِ پاکستان، بقاءِ پاکستان اور استحکامِ پاکستان کے لیے لا الہ الا اللہ میں ”محمد رسول اللہ“ کا اضافہ بھی کرنا ہوگا۔ اسے ذہنی اور قلبی طور پر تسلیم کرنا ہوگا اور اسے عملی شکل بھی دینا ہوگی، جیسے کوئی انسان مسلمان تو صرف کلمہ طیبہ پڑھنے سے ہو جاتا ہے لیکن اچھا مسلمان اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی پابندی کے بغیر نہیں بن سکتا۔ ہماری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان کو بچانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کی جائے۔ ہر پاکستانی مسلمان اپنی ذات پر بھی اسلام نافذ کرے اور جس مقصد کے لیے پاکستان بنایا گیا تھا یعنی ایک اسلامی فلاجی ریاست قائم کی جائے گی اُس مقصد کے لیے تن من درخواستے۔ اگر ہم نفاذِ اسلام میں کامیاب ہو جائیں اور دنیا کو اسلامی ریاست کا ایک حقیقی نمونہ دکھادیں تو پاکستان نہ صرف جانبِ ہو جائے گا بلکہ ایک قوت بن کر ابھرے گا، ان شاء اللہ۔

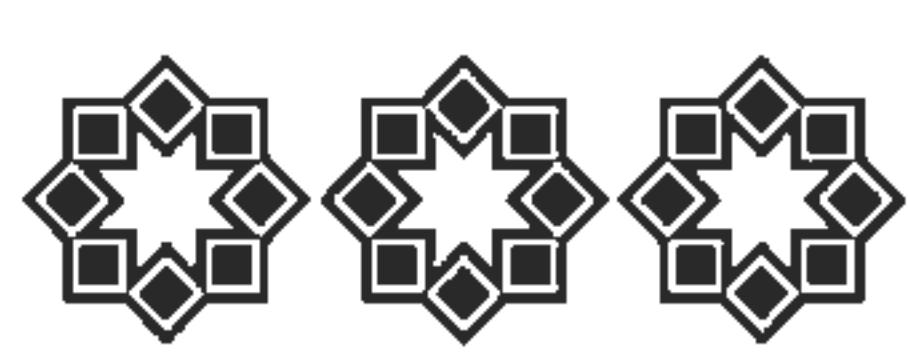
ہم ایک بار پھر نوجوانانِ پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ قیامِ پاکستان کے بعد ہماری قیادت سے نفاذِ اسلام کے حوالے سے جو مجرمانہ کوتا ہی ہوئی اُس کا ازالہ کریں۔ ملک کی بقا و سلامتی کے لیے سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نفاذِ اسلام کی جدوجہد میں شامل ہو جائیں۔ وہ سوچیں اور غور کریں کہ پاکستان کا مستقبل ہی اُن کا مستقبل ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پاکستان کا مستقبل تاریک ہو اور اُن کا مستقبل روشن ہو جائے۔ جس کسی کو ارضِ پاکستان سے محبت ہے وہ جان لے کہ پاکستان جسم ہے اور اسلام اس کی روح ہے۔ روح اس قفس سے پرواز کر گئی تو اس لاشے کو نوچنے کے لیے چیل اور گدھ تیار بیٹھے ہیں۔

کہانیاں ہیں۔ بے حیائی اور بدکرداری کو روشنِ خیالی سے آگے بڑھ کر ”ٹرانس جینڈر“ کا لباس پہنا دیا گیا ہے۔ جشنِ آزادی پر چھوٹے بڑے، مرد، عورتیں سب ناچتے ہیں اور اگلی نشتوں پر براجمن مذہبی لیڈروں کے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی۔

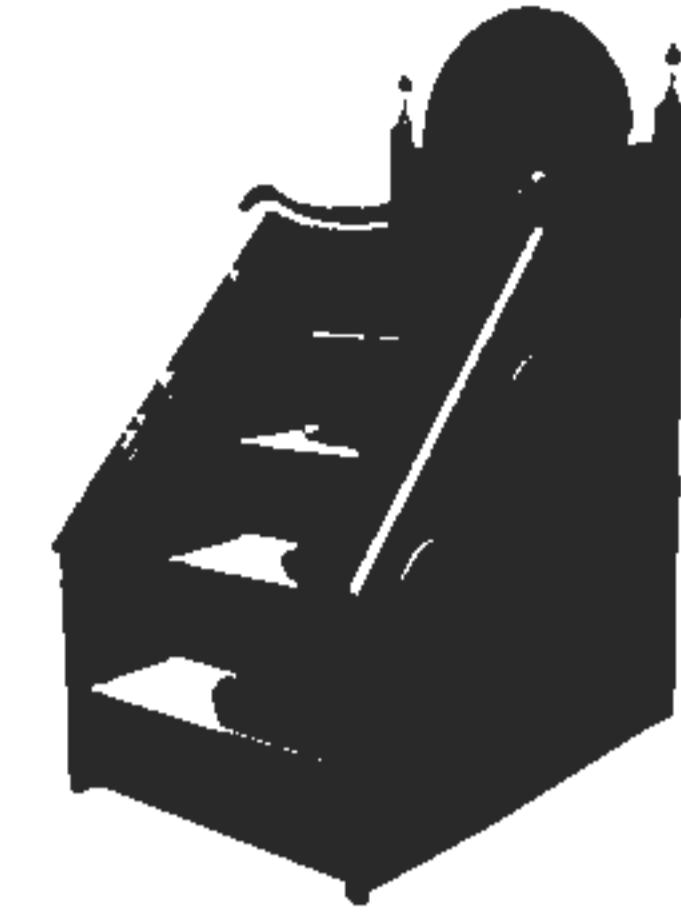
یہ اُس پاکستان کی کہانی ہے جسے دشمن نے 1971ء میں وارکر کے دولخت کر دیا تھا۔ اب وہی دشمن عالمی اتحاد کی صورت اختیار کر کے بدترین وارکرنے کی تیاریوں کو آخری شکل دے رہا ہے۔ لیکن ہم باہم دست و گریبان ہیں۔ ہم دولت کی دیوی کے پچاری بن چکے ہیں۔ اسی کے آگے سر بسجود ہیں۔ دائنیں بائمیں کیا ہو رہا ہے، ہمیں کچھ غرض نہیں۔

یہ لمحہ فکر یہ ہے کہ آج ہمارے وزیر اعظم کہہ رہے ہیں کہ IMF نے ہمیں زنجیریں پہنادی ہیں ہماری رائے میں کوئی کسی کو زنجیریں نہیں پہنا سکتا جب تک کہ زنجیریں پہننے والے یہ زنجیریں پہننے کے لیے اپنے ہاتھ پاؤں خود آگے نہ کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ حکمرانِ اشرافیہ کی لوٹ مار اور ان کی عیش و عشرت سے ہم پر آج وہ وقت آگیا ہے کہ ہر طرف ڈیفالٹ ڈیفالٹ کی پکار لگ رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم ڈیفالٹ کریں یا نہ کریں قرضوں کی محتاجی سے تو کسی طور ہماری جان چھوٹی نظر نہیں آتی اور مقرض فرد ہو، گروہ ہو یا ریاست کبھی آزاد فیصلے نہیں کر سکتے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان حالات میں بھی ہماری اشرافیہ مفادات کی چھیننا چھپٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ ہاں کچھ دانشور اندر وون اور بیرون ملک ڈرائیگ روڈ میں بیٹھ کر کسی قدر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن متوقع تباہی و بر بادی سے محض اظہار تشویش سے بچانہیں جا سکتا، اس کے لیے قوم کے ہر فرد خصوصاً نوجوانانِ پاکستان کو اٹھ کھڑا ہونا ہوگا۔ ابھی مہلت ہے، ابھی مرض کے رکتے ہوئے سانس کو بحال کیا جا سکتا ہے۔ جوش اور ہوش دونوں کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے مل بیٹھ کر کوئی لائچہ عمل طے کرنا ہوگا۔ ماضی پر زگاہ ڈالنی ہوگی۔ کہاں سے ڈی ٹریک ہوئے۔ کیوں کچ راہ ہوئے۔ مرض کی درست تشخیص ہو پھر علاج کے لیے نجھ تجویز ہو۔



# گریت دنیا اور باتقات صالحات



مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ لهم کے خطاب جمعہ کی تخلیقیں

آخرت کی تیاری کرے گا تو وہاں اچھا صلہ پائے گا۔ آخرت کی یادداہی اس لیے بھی ضروری ہے کہ انسان یہاں آخرت کو منظر رکھے گا، اس پر یقین رکھے گا تو اس کے اعمال میں سدھار آئے گا۔ ورنہ ہم لوگ ٹیڑھے ہو جاتے ہیں، قاتل، ڈاکو، غاصب اور ظالم بن جاتے ہیں، یہ حکمتیں تب ہوتی ہیں جب بندہ اپنی اوقات کو بھول جائے اور اپنے آپ کو کچھ سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ انسان کچھ بھی نہیں ہے۔ اس آیت میں دنیا کی زندگی کی مثال دے کر سمجھایا جا رہا ہے کہ جیسے زمین خشک ہوتی ہے، اللہ آسمان سے بارش بر سادیتا ہے اور زمین کے اندر روئیدگی (فصل کو اگانے کی صلاحیت) activate ہو جاتی ہے۔ کوئی پھوٹی ہیں، پودے بنتے ہیں، فصل آگتی ہے اور ہملا تی نظر آتی ہے۔ پھر وقت آتا ہے کہ وہ فصل چورا چورا ہو جاتی ہے اور پھر ہوا ہیں اس کو اڑاتی پھرتی ہیں۔ جیسے بارش کے پانی کے قطروں سے اس قطر کے آگنے کا عمل شروع ہوتا ہے اسی طرح انسانی تخلیق کا آغاز بھی ایک قطرے سے ہی ہوتا ہے اور وہ قطرہ بھی ایسا ناپاک کہ اخراج پر بندہ ناپاک ہو جاتا ہے، جب تک غسل مسنون نہ ہو بندے کی نمازوں نہیں ہوتی، لباس کے ساتھ لگ جائے تو لباس ناپاک ہو جاتا ہے۔ یہ ہمارے مادی جسم کی حقیقت ہے جو اسی فصل کی طرح خاک میں مل جانا ہے۔ ہمارا اصل وجود ہماری روح ہے جس کی طرف ہماری کوئی توجہ نہیں ہے۔ اسی روح کی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا تھا۔ انسانیت کا شرف، اس تکریم اس روح کی بدولت ہے۔

کو حفظ کر لے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا چاہے دجال اس کے سامنے آجائے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ بہر حال یہ اس قدر قیمتی سورت ہے۔ آج ہم اس اہم سورت کی دو آیات کا مطالعہ کریں گے ان شاء اللہ۔ پہلی آیت میں فرمایا:

**﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ كَمَا أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذَرْدُوهُ الرِّيحُ ط﴾** (آیت: 45) اور بیان کیجیے ان کے لیے مثال دنیا کی زندگی کی، جیسے پانی کہ ہم نے اسے اتارا آسمان سے، پھر اس کے ساتھ مل جمل کر نکل آیا زمین کا سبزہ، پھر وہ ہو گیا چورا چورا، اڑائے پھرتی ہیں اسے ہوانیں۔

## مرتبہ ابوابراهیم

دنیا کی حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے۔ اس دنیا و مافیا کی اوقات کو بیان کیا جا رہا ہے جس کے حصول کے چکروں میں پڑ کر آدمی اپنی عاقبت (آخرت) کو برباد کر لیتا ہے۔ ایک طرح سے یہ دارنگ دی جا رہی ہے کہ تم کس چیز کے پیچھے پڑے ہو؟ حالانکہ تمہیں کس چیز کی فکر ہونی چاہیے۔ یہ موضوع قرآن حکیم کے ہر صفحے پر ملے گا۔ یہاں تک کہ نماز کی ہر رکعت میں ہم دہراتے ہیں:

**﴿مُلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ ۝﴾**

”جز اوزرا کے دن کا مالک و مختار ہے۔“ تہائی قرآن حکیم کم و بیش آخرت کے بیان پر مشتمل ہے کیونکہ آخرت ہی انسان کی اصل منزل ہے، یہاں دس آیات کے حفظ کا ذکر بھی ملتا ہے کہ جو ان دس آیات

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج سورۃ الکھف کی آیات 45، 46 کا مطالعہ یادداہی کے لیے مختصر آپیش کرنا مقصود ہے۔ سورۃ الکھف کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن اس کی تلاوت کی ہمیں تلقین فرمائی۔ جمعہ کی تیاری اور اس کے اعمال کا ذکر بھی احادیث میں ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو بھی جمعہ کے دن سورۃ الکھف کی تلاوت کا اہتمام کرتا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کو دجال کے فتنے سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں۔ چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں میں اس دعا کا اہتمام فرماتے تھے:

((وَاعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ)) ”اور اے اللہ! میں مجھ الدجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔“

دجال کے فتنے سے ہر نبی نے پناہ مانگی اور اپنی امت کو تنبیہ فرمائی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھی تنبیہ فرمائی اور اس ضمن میں سورۃ الکھف کی تلاوت کی تلقین فرمائی، شب جمعہ (جمرات مغرب سے لے کر) جمعہ کی مغرب تک جس وقت بھی ممکن ہو اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ مکمل سورت کی تلاوت زیادہ موزوں ہے تاہم اگر کسی کے پاس وقت کی کمی ہے تو وہ پہلی یا آخری دس آیات کی تلاوت کا اہتمام کر لے۔ اسی طرح احادیث میں ان دس آیات کے حفظ کا ذکر بھی ملتا ہے کہ جو ان دس آیات

جبکہ مادی جسم فصل کی مانند ہے۔ پانی کے ایک حیر قطرے سے پیدا ہوتا ہے، ماں کے بطن میں آٹھ نو مہینے رہتا ہے۔ جب دنیا میں آتا ہے تو پیارالگتا ہے، سب ناز اٹھاتے ہیں، پھر ہوتے ہوتے اللہ تعالیٰ اس کو جوان کر دیتا ہے، جیسے فصل لہلاتی ہے۔ لیکن کیا یہ لہلاتی فصل ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے؟ اسی طرح انسان کی زندگی بھی ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتی۔ جیسے فصل ایک وقت آتا ہے کہ ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، بھس میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ہوا اس کو اڑاتی پھرتی ہے۔ اسی طرح بندے پر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بڑھاپے میں سہارے کے بغیر کھڑے نہیں ہو پاتا۔ اپنی بنیادی حاجات کو پورا کرنے کے لیے وہ بیچارہ کسی ائمۂ نبی کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اللہ دکھارہا ہے کہ تمہارا اپنے وجود پر بھی اختیار نہیں۔ اللہ نے اختیار ہمیں صرف عمل پر دیا ہے جس پر ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہیں۔ جان رکھو کہ یہ فصل بھی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، اور تم بھی ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے، تم بھی مٹی ہو جاؤ گے، مگر عمل باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ یہ حقیقت مختلف پیاریوں میں اور مختلف انداز سے جا بجا قرآن حکیم میں ذکر فرماتا ہے۔ اللہ ہم سب کو اس کا یقین عطا فرمائے۔

آگے فرمایا:

«وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝» اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

دنیا کی فصل چورا چورا ہو گئی، مٹی مٹی ہو گئی، ہوا ہمیں اس کو ادھر ادھر اڑاتی پھر رہی ہیں۔ معاملہ ختم ہو گیا۔ لیکن تمہارا معاملہ ختم ہو جانے والا نہیں ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

«مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ۝» (اسی (زمیں) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹانیں گے اور اسی میں سے ہم تمہیں ایک مرتبہ پھر نکالیں گے۔

چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ)، جو حقیق قرار پائے۔ ایک مرتبہ وہ تشریف لائے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کو جہنم سے آزاد شدہ شخص دیکھنا ہو وہ ابو بکر کو دیکھ لے۔“ (رضی اللہ عنہ)۔ اس نسبت سے ان کا لقب عتیق ہے۔ ہمارے اساتذہ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) پر لازم تھا یہ یقین رکھنا کہ وہ جہنم سے آزاد کر دیے گئے ہیں لیکن صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کا خوفِ آخرت کا عالم یہ تھا کہ

وہ کہتے تھے: ”کاش میں ایک چڑیا ہوتا جو مر جاتی ہے، مٹی میں کھپ جاتی لیکن اس کی دوبارہ زندگی یادوبارہ حساب کتاب کا معاملہ نہیں ہوتا۔ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کاش میں ایک تنکا ہوتا، چورا چورا ہو جاتا تو زمین کا حصہ بن جاتا اور اس کو دوبارہ زندگی نہ ملتی، اس کا حساب کتاب نہ ہوتا۔ جنہیں جنت کی بشارت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیں ان کی آخرت کے حوالے سے فکر مندی کا یہ عالم تھا۔ ایک ہم ہیں کہ جنہیں آخرت کی کوئی فکر ہی نہیں، روز جنازوں میں شریک ہوتے ہیں لیکن پھر موت کو بھول جاتے ہیں۔ جن کو جنت کی بشارت میں ملیں ان کی فکر آخرت کا عالم کیا ہے اور ہمارا عالم ہے۔ اس پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ آگے فرمایا:

﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾

پریس ریلیز 16 دسمبر 2022ء

## سقوطِ ڈھا کہ نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر نہ دینے کا نتیجہ تھا

### شجاع الدین شیخ

سقوطِ ڈھا کہ نظریہ پاکستان کو عملی تعبیر نہ دینے کا نتیجہ تھا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ 16 دسمبر کو یوم سیاہ قرار دینے، ایک دوسرے کو پاکستان کو دولخت کرنے کا الزام دینے اور خود کو اس سانحہ سے بری الذمہ قرار دینے سے موجودہ پاکستان کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اگر آزادی ملنے کے فوراً بعد اسلام کا عادلانہ نظام حقیقی معنوں میں نافذ ہو جاتا تو پاکستان نہ صرف دولخت نہ ہوتا بلکہ خطے کا انتہائی مضبوط اور مستحکم ملک بن کر ابھرتا اور جغرافیائی فاصلے کے باوجود ملک کے دونوں حصے ایک دوسرے کی تقویت اور استحکام کا باعث بنتے۔ درحقیقت سانحہ ڈھا کہ کی فوری وجہ یہ بھی تھی کہ عوامی رائے، عوامی میمندیت اور عوامی فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہم پارلیمانی جمہوریت، صدارتی نظام اور مارشل لاء آزمائچے ہیں لیکن پاکستان کے حالات نہ صرف سدھرنہ سکے بلکہ ان میں مزید بگاڑ پیدا ہو گیا۔ لہذا صرف ایمان، ہی نہیں زمینی حقائق بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لیے اسلامی نظام کا قیام ناگزیر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم وہ خوش قسمت قوم ہیں جس کی دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی اسلام سے جڑی ہوئی ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشتاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کے مطابق ادا کرے گا تو اجر بھی پائے گا۔ لیکن بس یہ دنیا کا معاملہ چلنے چلا نے کے لیے ہے۔

جگہ جی لگانے کی یہ دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے اسی مال اور دنیا کے پیچھے بندہ دیوانہ ہو کر حرام خور یوں میں لگ جاتا ہے، آخرت کو بھول جاتا ہے، سودخوری، بے حیائی، چوری، ڈاکہ، قتل و غارت گری تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ ایسا تب ہوتا ہے جب مال دنیا کا بہت بنا کر اس کی پوجا کی جاتی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: ((تَعِسَ عَبْدَ الدِّينَارِ، وَعَبْدَ الدِّرْبِ)) ”ہلاک ہو گیا دینار کا بندہ اور درہم کا بندہ“۔

یعنی بندہ تو اللہ کا بنتا تھا لیکن اللہ کی بندگی چھوڑ کر مال کی بندگی میں لگا ہے۔ دن رات اسی مال کا دیوانہ، حلال حرام کی بھی تمیز نہیں۔ اللہ کے فرائض اور رسول ﷺ کی تعلیمات کی اس کو کوئی فکر نہیں۔ حرام سے بچنے کی کوئی فکر نہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ اسی سورت کے آخر میں بتایا گیا:

”آپ کہیے: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ لوگ جن کی سعی و جہد دنیا ہی کی زندگی میں گم ہو کر رہ گئی، اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔“ (آیت: 103، 104)

جودنیا ہی کے چکر میں لگے رہے اور آخرت کو بھول گئے۔ بعض لوگ اولاد کے پیچھے دیوانے ہو جاتے ہیں۔ کسی نے بڑا تلخ جملہ لکھا ہے لیکن سمجھانے کے لیے بیان کیا جاتا ہے کہ آج کل بچوں کو خدا سمجھ کر پالا جاتا ہے۔ کیا مطلب؟ ہربات کس کی ماننی ہے؟ اللہ کی ماننی ہے لیکن یہاں اولاد کی جائز و ناجائز ہربات ماننے کے چکر میں لوگ لگ گئے، حلال و حرام کی تمیز بھی بھلا دی اور ان کی دنیا بنانے کے چکر میں اپنی آخرت کو بر باد کر رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((وَالْبِقِيَّةُ الظِّلْحُتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمْلًا)) ”اور باقی رہنے والی نیکیاں بہت بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک، ثواب کے لحاظ سے بھی اور امید کے اعتبار سے بھی۔“

یہ آپ اور میری اصل جمع پنجی اور اصل سرمایہ ہے جو آپ کے اور میرے ساتھ جانے والا ہے یعنی باقیات الصالحات (باقی رہنے والی نیکیاں)۔ اہل علم کریں۔ روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم صحت سب کی فکر کر سکتے

ہیں مگر حلال ذریعے سے اور اس قیمت پر نہیں کہ ان کے چکر میں پڑ کر اللہ کے دین کے فرائض کو پامال کر لیں، حلال و حرام کی تمیز کو بھول جائیں اور نیتختاً اپنی آخرت کو بر باد کر لیں۔ فرائض دینی صرف جماعت کی دور رکعت نماز تک محدود نہیں بلکہ اللہ کے دین کی دعوت کا کام کرنا بھی فرض ہے، اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد میں اپنا حصہ ڈالنا فرض ہے۔ یہ فرائض آج حصول دنیا کے چکر میں پڑ کر یہ امت بھول گئی۔

یاد رکھیے! اللہ کے ہاں محض ان خونی رشتہوں کی کوئی قدر و وقت نہیں بلکہ اللہ کے ہاں صرف ایمان کے رشتے کی قدر ہے۔ بیٹا تو نوح علیہ السلام کا بھی تھا۔ عرض کیا: ﴿فَإِذَا نُوحٌ رَبَّ إِنَّ أَبْيَقَ مِنْ أَهْلِنَّ﴾ ”پکارا نوح“ نے اپنے رب کو اور کہا کہ اے میرے پروردگار! میرا بیٹا میرے اہل میں سے تھا۔“ رب نے فرمایا:

”آپ کہیے: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہیں؟ وہ لوگ جن کی سعی و جہد دنیا ہی کی زندگی میں گم ہو کر رہ گئی، اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔“

﴿قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيُسَّرٌ مِّنْ أَهْلِكَ حِجَّةَ عَمْلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ أَبْيَقَ مِنْ أَهْلِنَّ﴾ ”اللہ نے فرمایا کہ اے نوح! وہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے، اس کے اعمال غیر صالح ہیں۔“

چاہے خونی رشتہ ہے لیکن اللہ کہتا ہے کہ اگر ایمان پر نہیں ہے، پیغمبر کی تعلیم پر نہیں ہے تو تمہارے گھروالوں میں سے نہیں ہے۔ ہم اللہ کا شکر کریں کہ مسلمان ہیں، اللہ نے مسلمانوں کے گھر میں پیدا کر دیا۔ البتہ اس پر کفایت نہ کریں، اس پر قانون نہ ہو جائیں۔ اب شعوری حقیقی ایمان کی کوشش کریں، وہ ایمان جو دل میں ہو تو عمل اس کا ثبوت پیش کرے۔ بندہ 24 گھنٹے رب کا بندہ اور محمد رسول ﷺ کا امتی نظر آئے۔ اس ایمان کے حصول کے لیے محنت کریں جو آخرت کا اصل خزانہ ہے، جبکہ یہ مال اور اولاد تو دنیا کی زینت ہیں، یہ دنیا میں ہی رہ جائیں گے، آخرت میں کچھ کام نہیں آئیں گے۔ آگے فرمایا: ﴿وَالْبِقِيَّةُ الظِّلْحُتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمْلًا﴾ ”اوہ باقی رہنے والی نیکیاں بہت بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک، ثواب کے لحاظ سے بھی اور امید کے اعتبار سے بھی۔“

یہ آپ اور میری اصل جمع پنجی اور اصل سرمایہ ہے جو آپ کے اور میرے ساتھ جانے والا ہے یعنی باقیات الصالحات (باقی رہنے والی نیکیاں)۔ اہل علم

نے فرمایا کہ وہ تمام فرائض جو اللہ نے ہم پر عائد کیے ہیں ان کو ادا کرنا وہ نیکیاں ہیں جو باقی رہنے والی ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ حرام سے بچنا بھی نیکی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی حرام کر دہ باتوں سے بچتا ہے اس کا اللہ کے ہاں وہی مقام ہے جو اس شخص کا مقام و درجہ ہے جو روزانہ رات کو نوافل ادا کرتا ہے اور ہمیشہ دن میں روزے رکھتا ہو۔ (جامع ترمذی) ہمارے ہاں اعمال کے فضائل توبیان ہوتے ہیں بالکل ان فضائل کو بیان کرنا چاہیے تاکہ اعمال کو کرنے کا شوق پیدا ہو لیکن حرام سے بچنے کی طرف توجہ بھی دلائی جانی چاہیے اور حرام سے بچنے کے فضائل بھی بیان ہونے چاہیے۔ باقیات الصالحات میں کلمات، فرائض و واجبات کو ادا کرنا بھی شامل ہے۔ احادیث میں کچھ کلمات کی حضور ﷺ نے تلقین فرمائی جو ہم سب کو یاد ہیں وہ ہمارے معمولات میں رہنے چاہیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: امتی جب یہ کلمات ادا کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت میں ہر کلمہ کے بدلتے ایک درخت لگادیتا ہے۔ اگر اپنی کھیتی ادھر بڑھانی ہے تو ان کلمات کو اپنے معمولات میں شامل رکھنا چاہیے۔ اسی طرح نیک اولاد بھی باقیات الصالحات میں شامل ہے۔ ایک دلچسپ بات حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں بیان ہوئی ہے کہ ایک شخص کو جہنم میں ڈالا جا رہا ہوگا اور اس کی نیک بیٹیاں درمیان میں آجائیں گی اور الجا کریں گی کہ یا اللہ! اس باپ نے تو ہماری تربیت کے لیے بہت محنت کی، اس کو جہنم سے بچا لے۔ اللہ اس بندے کو جہنم سے بچا لے گا۔ بیٹے اللہ کی نعمت اور بیٹیاں اللہ کی رحمت ہیں اگر ان کی تربیت اسلام کے مطابق کی جائے۔

اللہ کے ہاں ڈالر، پاؤ نڈ، یورو کا مسئلہ نہیں ہے وہاں تو بس نیک اعمال اور نیکیوں کی قدر و قیمت ہے۔ یہ میرا اور آپ کا اصل سرمایہ ہے۔ کسی کو ہم دفن کر کے واپس آتے ہیں تو اس کا پیسہ، گاڑی، سب کچھ باہر رہ جاتا ہے، بس اس کا عقیدہ اور اعمال اس کے ساتھ جاتے ہیں اور انہی کی بنیاد پر آخرت میں فیصلہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں کا فہم اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

نہیں دوں گا۔ اختیار میرا ہے اور میں مختار مطلق ہوں۔ یہی تو تھا اس کا خداوی کا دعویٰ۔

آج اتنا فرق واقع ہوا ہے کہ خداوی کا دعویٰ ایک شخص نہیں کرتا بلکہ پوری قوم کرتی ہے کہ ہم حاکم ہیں (we are sovereign) الہذا ہم جو چاہیں گے قانون بنائیں گے۔ آج کہا جاتا ہے ملاؤں کو ہم نہیں مانتے اور ان کی حکومت تسليم نہیں کرتے۔ کوئی نہیں چاہتا کہ ملاؤں کی حکومت ہو، لیکن مطلوب یہ ہے کہ کتاب و سنت کی بالادستی ہو۔ خلافت میں انسان کی حاکیت کا تصور ہی نہیں ہے بلکہ انسان کی حیثیت خلیفہ کی ہے اور حاکم و مالک اللہ ہے: «**قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ** ① **مَلِكِ النَّاسِ** ② **إِلَهِ النَّاسِ** ③» (الناس) ”کہو میں پناہ میں آتا ہوں (اللہ کی جو) تمام انسانوں کا رب ہے۔ جو تمام انسانوں کا بادشاہ ہے۔ جو تمام انسانوں کا معبد ہے!“

انہتائی افسوس کی بات یہ ہے کہ علامہ اقبال جو عصر حاضر میں اس نکتے کو سب سے زیادہ واضح کرنے والے تھے، انہی کے فرزند ارجمند ڈاکٹر جاوید اقبال پارلیمنٹ کی حاکیت کا ڈھونڈورا پیٹ رہے ہیں، جبکہ علامہ اقبال تو یہ کہہ کر گئے ہیں کہ:

سروری زیبا فقط اُس ذات بے ہمتا کو ہے

حکمراء ہے اک وہی باتی بتاں آزری!

اسی طرح اقبال کا بڑا پیارا شعر ہے، جس میں ابلیس کے ایک مشیر کی ترجمانی بایں الفاظ کی گئی ہے۔

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس

جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس خود نگر

پہلے انسانوں میں اتنا شعور نہیں تھا کہ ہمارے بھی کچھ حقوق ہیں۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ ہم تو پیدا ہی بادشاہ کا حکم ماننے کے لیے کیے گئے ہیں۔ ہم کسان کے گھر میں پیدا ہی اس لیے ہوئے ہیں کہ ہم محنت مزدوری کریں اور جا گیردار ہماری محنت پر عیش کرے۔ ایک زمانہ تھا کہ جب انسانوں میں اپنے حقوق کا شعور نہیں تھا، لیکن رفتہ رفتہ نوع انسانی اس سطح کو پہنچ گئی کہ عوام میں بھی اپنے حقوق کا شعور پیدا ہوا کہ یہ جا گیردار اور بادشاہ بھی دو ہاتھ اور دو پاؤں والے انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں تو ان کے پاس حکومت کا حق کہاں سے آ گیا؟ جنہوں نے یورپ کی

# کیا نظامِ باطل میں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہے؟ (7)

ڈاکٹر اسرار احمد

(گزشتہ سے پیوستہ) پاساں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

ظاہر بات ہے کہ وہ وقت آ کر رہے گا اور یہ خلافت عالمی سطح پر قائم ہو گی، اس لیے کہ اس کی خبر تو حضور ﷺ نے دی ہے۔ پھر اس کا کہیں نہ کہیں سے تو آغاز ہو گا۔ کہاں سے ہو گا، اس کے بارے میں ہم نہیں جانتے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی خطہ ارضی کو یہ سعادت عطا فرمائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی اور مسلمان ملک کو اس کے لیے قبول فرمائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تمام مسلمان ممالک کو رد (reject) کر کے کسی نئی قوم کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرمادے اور ان کے ہاتھوں نظامِ خلافت کا آغاز فرمائے۔ بلکہ میں آخری بات کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کو پہلے کسی دشمن سے پڑوائے، ان کا بھر کس نکلوائے اور پھر اسی قوم کو اسلام کی توفیق دے دے اور ان کے ذریعے خلافت کو قائم فرمائے۔ اسلامی تاریخ میں ایک بار پہلے ایسا ہو چکا ہے، جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا:۔

## خلافت اور حاکیت میں فرق

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے پاساں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے!

ان تین وعدوں کے نتیجے کا ذکر آیت کے اگلے حصے میں ہے جو اس آیت کا بہت ہی پیارا نکلا ہے: «يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ط» ”وہ یہری ہی بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔ یہ ہے خلافت، جبکہ ایک ہے حاکیت۔ ان دونوں میں فرق ہے۔ حاکیت یہ ہے کہ میں حاکم اور مختار مطلق ہوں الہذا جو چاہوں کروں۔ فرعون کا بھی یہی دعویٰ تھا: «أَلَيْسَ لِي مُلْكٌ مِصْرٌ وَهَذِهِ الْأَنْهَرُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ج» (الازخ: 51) ”کیا مصر کی حکومت میرے ہاتھ میں نہیں ہے اور یہ نہیں جو میرے ( محلات کے) نیچے بہرہی ہیں (میرے اختیار میں نہیں ہیں)!“ یعنی دریائے نیل کا آبپاشی کا جو بھی نظام ہو گا اس کے بارے میں اس کا دعویٰ تھا کہ یہ میرے حکم کے تحت ہے الہذا میں جس کو چاہوں گا پانی دوں گا اور جس کو چاہوں گا ایسے بھی ہوا کہ کسی دشمن سے کسی شہر کو فتح کیا تو وہاں تاتاری بالکل دشمنی لوگ تھے۔ ان کے ہاتھوں ایسے بھی ہوا کہ کسی دشمن سے کسی شہر کو فتح کیا تو وہاں

تاریخ پڑھی ہے، وہ جانتے ہیں کہ وہاں کے بادشاہوں کا دعویٰ تھا کہ ہم خدائی اختیارات (Divine Rights) کے مالک ہیں۔ ہندوستان میں بھی چندر بنسی اور سورج بنسی خاندان کا دعویٰ تھا کہ ہم دیوتاؤں کی اولاد ہیں اور ہمارا کام ہی یہ ہے کہ ہم بادشاہت کریں اور تمہارا کام ہی یہ ہے کہ تم غلام بن کر رہا اور ہمارا حکم مانو! یہ نظام کئی صدیوں تک اسی طرح چلتا رہا، لیکن جب انسان ذرا خودشناس و خودنگر ہوا تو ابلیس نے یہ کیا کہ وہ جو بادشاہ کے سر کے اوپر حاکمیت کی گندگی کی بہت بڑی گنھڑی رکھی ہوئی تھی اس نے اس گندگی کو پوری قوم میں تولہ تولہ ماشہ ماشہ تقسیم کر دیا۔ اس طرح شیطان کا کام چلتا رہا۔ اصل میں شیطان کو ضد اس بات سے ہے کہ کہیں اللہ کی حاکمیت قائم نہ ہو جائے، اس لیے کہ اللہ کی حکومت قائم ہونے سے اس کی شکست ہے۔ اس لیے اس کی کوشش کی ہے کہ انسانوں کی حاکمیت رہنے چاہے ایک بادشاہ کی ہو یادس کروڑ عوام کی۔

### خلافت، حاکمیت کی ضد ہے!

دوسری طرف اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ حاکم اللہ ہے اور حاکمیت اُسی کی ہے۔ اس حوالے سے قرآنی آیات کے تین نکٹرے ملاحظہ ہوں: (1) «إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ط» (یوسف: 40) "حکم صرف اللہ ہی کے لیے!" (2) «وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا» (آلہ کہف) "وہ اپنی حاکمیت میں کسی کو شریک نہیں کرتا!" (3) «وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ» (بی اسرائیل: 111) "کوئی نہیں ہے شریک اس کی بادشاہی میں"۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ بادشاہی اللہ کے لیے جبکہ انسانوں کے لیے خلافت ہے۔

خلافت کے معنی یہ ہیں کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول کا حکم آگیا تو وہاں سرتسلیم خم ہو گیا۔ اکیاون فیصلہ تو کیا، سو فیصلہ لوگ بھی اس میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتے۔ اللہ کا حکم ہے، لہذا کوئی نہیں بدل سکتا۔ اسی طرح اللہ کے رسول کا فرمان ہے اور وہ اللہ کے نمائندے ہیں تو وہاں بھی سرتسلیم خم۔ البتہ جس معاملے میں ان کا کوئی حکم نہیں ہے وہاں باہمی مشورے اور ووٹنگ کے ذریعے کثرت رائے سے طے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ ہے خلافت! اور جہاں یہ ہو کہ ہم جو چاہیں گے قانون بنائیں گے چاہیں گے تو دو مردوں کی شادی کو جائز قرار دیں گے، شراب کی اجازت

دے دیں گے یا اس کے لائنس جاری کریں گے۔ اسی طرح اگر ہم چاہیں گے تو زنا کو جرم قرار دیں گے اور چاہیں گے تو صرف زنا بالبجر کو جرم قرار دیں گے اور زنا بالرضاء کو جرم شمار نہیں کریں گے۔ چونکہ یہ ہمارا اختیار ہے لہذا ہماری پارلیمنٹ بیٹھ کر تمام فیصلے کرے گی۔ یہ ہے جمہوریت اور یہ بدترین شرک ہے۔

خلافت کو آپ "اسلامی جمہوریت" بھی کہہ سکتے ہیں، اس لیے کہ اس میں جمہوریت کا ایک عضور موجود ہے، باس طور کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول کا کوئی حکم نہیں ہے تو وہاں باہمی مشورے اور رائے دہی سے معاملہ طے کرنے کا اختیار موجود ہے۔ اس حد تک تو جمہوریت کا عضور اس میں موجود ہے، لیکن کسی ایک شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ جو چاہے قانون بنائے۔ جس معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم موجود نہیں ہے وہاں بھی کسی ایک شخص کو قانون سازی کا اختیار نہیں ہے، بلکہ یہ تو مسلمانوں کی خلافت ہے اور یہاں فیصلہ بھی مسلمانوں کی باہمی مشاورت سے ہوگا۔

البتہ غیر مسلم اس خلافت میں شریک نہیں ہیں، اس لیے کہ جس نے نہ اللہ کو مانا، نہ کتاب کو مانا، نہ رسول کو مانا تو اس کا مسلمانوں کی خلافت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے دے کر کسی شخص کو غلیفہ منتخب کریں۔ آگے اس خلیفہ کی ذمہ داری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تنفیذ کرے اور جہاں کوئی حکم موجود نہ ہو وہاں باہمی مشورے «امرہم شوؤزی بیتنهم» کا نظام قائم کر کے قانون سازی کرے۔ اس پس منظر میں آیت کے اس نکٹرے «یعبدُونَ لَا يُشَرِّكُونَ بِي شَيْئًا» کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ میری ہی بندگی کریں گے، میری ہی اطاعت کریں گے، نماز بھی میرے لیے پڑھیں گے اور حاکمیت بھی میری ہی تسلیم کریں گے۔

### مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

آیت زیر مطالعہ کا آخری نکٹرایمیرے اور آپ کے لیے بہت لرزادی نہیں والا ہے۔ فرمایا: «وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذِلِّكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفُسِقُونَ» (آلہ کہف) "اور جو کوئی اس کے بعد بھی کفر کرے تو ایسے لوگ ہی فاسق ہیں۔" ان الفاظ کے حوالے سے ایک بات یہ نوٹ کر لیں کہ عام طور پر ہمارے ہاں "فاسق" کا لفظ ذرا ہلکے معنی میں

مستعمل ہے۔ مثلاً فاسق اُسے سمجھا جاتا ہے جو مسلمان تو ہے، لیکن متقوی نہیں ہے اور کچھ گناہ کی زندگی گزار رہا ہے۔ حالانکہ یہ ایک سخت لفظ ہے اور یہ درحقیقت شیطنت کا عکاس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورۃ الکہف میں یہ لفظ ابلیس کے لیے آیا ہے:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمُلْكَةِ اسْجُدْلُوا لِأَدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ طَكَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ط﴾ (آیت: 50)

"اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے (نہ کیا) وہ جنات میں سے تھا پس اپنے پروردگار کے حکم سے نکل بھاگا۔"

دوسری بات «وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذِلِّكَ» کے حوالے سے نوٹ کرنے کی ہے کہ ایک تو شرعی کفر ہے، یعنی کوئی شخص اللہ کا، آخرت کا، رسول کا اور قرآن کا انکار کر دے، لیکن یہاں وہ کفر مراد نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہاں معاملہ مسلمانوں سے ہو رہا ہے اور آیت میں خطاب بھی ان ہی سے ہے لہذا یہاں وہ کافر مراد ہیں جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی کفر کر رہے ہیں۔ وہ کفر کیا ہے؟ اس حوالے سے سورۃ المائدۃ میں تین دفعہ یہ آیت آئی ہے: «وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكُفَّارُونَ ... فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ... فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَسِقُونَ» (المائدۃ) "اور جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں..... وہی تو ظالم ہیں..... وہی تو فاسق ہیں"۔ ایک کافر ابو جہل تھا اور ایک "کافر" ہم ہیں جو کہنے کو مسلمان ہیں، لیکن ہمارے فیصلے شریعت کے مطابق نہیں ہیں۔ یہ بھی کفر ہے اور اس حوالے سے علامہ اقبال کا بڑا پیارا شعر ہے۔

توں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟ درحقیقت ہم ان آیات کو پڑھتے ہوئے جب لفظ "کافر" دیکھتے ہیں تو بڑی آسانی سے گزر جاتے ہیں کہ اس کا ہم سے تعلق نہیں ہے، اس لیے کہ ہم تو کافر نہیں ہیں۔ حالانکہ کبھی تحریز یہ کرنا پڑتا ہے کہ مضمون کیا آرہا ہے اور کس سیاق و سبق (context) میں یہ بات آرہی ہے۔ (جاری ہے)



# چین صدر خالد پیغمبر کشمیر تا ہجرہ کشمیر پر بھارتی گروہوں کی احتکاری اور ہم اپنے پاکستان پر کھڑے ہونا ہی نہیں ٹھکانے لئے ان حالات میں چینی طاری گیا اور دکرے گا الیوب میگ مر رہا

چین اور پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ دونوں کا ایک دوسرے سے دور ہونا نقصان دہ دکھائی دیتا ہے: رضاۓ الحق

میزبان: ذیم الحمد

## پاکستان عالمی قوتون کے شکنجه میں کے موضوع پر حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے"

حوالے سے بھی چین کا پاکستان کے ساتھ تعاون بڑھتا جا رہا ہے۔ روپورٹ میں جو کہا گیا وہ درست ہے کیونکہ چین اور پاکستان کا جغرافیائی معاملہ ایسا ہے کہ دونوں کا ایک دوسرے سے دور ہونا ممکن دکھائی دیتا ہے۔

**سوال:** سعودی عرب میں عرب چین سمٹ کا آغاز ہو چکا ہے جس میں عرب ممالک کے اعلیٰ سفارت کار شرکت کر رہے ہیں۔ محمد بن سلمان اور چینی صدر کی ملاقات بھی متوقع ہے۔ کیا سعودی عرب امریکہ سے دور اور چین سے قریب نہیں ہو رہا؟

**ایوب بیگ مرازا:** جو سمٹ ہو رہی ہے اس میں صرف چین اور سعودی عرب نہیں ہیں بلکہ عرب کے چودہ سربراہ شامل ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں GCC کے نمائندے بھی شامل ہو رہے ہیں۔ یہ بہت اہم ایونٹ ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ اس سمٹ کی علاقے میں فارن پالیسی کے حوالے سے ایک سنگ میل کی حیثیت ہو گی۔ میں اسے سنگ میل نہیں سمجھتا بلکہ میرے خیال میں سعودی اور چین کے اس اقدام سے علاقے میں ایک انقلاب آ گیا ہے۔ کبھی کوئی تصور کر سکتا تھا کہ سعودی عرب کوئی ایسا کام کرے گا جس سے امریکہ کی چھوٹی سی ناراضگی بھی ہو جائے؟ سابق امریکی صدر ڈرمپ نے کہا تھا کہ سعودی عرب میں کوئی حکمران امریکی حمایت کے بغیر 15 دن حکومت نہیں کر سکتا۔ ویسے بادشاہوں اور ڈکٹیٹروں کے نزدیک سب سے زیادہ اہم اپنے اقتدار کا تحفظ ہوتا ہے۔ اس صورت حال میں سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان امریکہ کے اُس سب سے بڑے دشمن کو دعوت دے رہے ہیں جس سے نہیں کی امریکہ ہر طرح سے کوشش کر رہا ہے، کہیں اس کا سمندری گھیراؤ کر رہا ہے، کہیں

سے امریکہ محسوس کرتا ہے کہ چین اس کو چیلنج کر رہا ہے۔ امریکہ افغانستان، عراق، شام وغیرہ میں جنگوں کی وجہ کمزور ہوا ہے اور اس کی دنیا میں سپر میسی کمزور پڑی ہے۔

جبکہ چین اور روس اس کے مقابلے میں ایک بڑی طاقت کے طور پر نہیں تو کم از کم ایک بڑے بلاک کی صورت میں سامنے آئے ہیں۔ چین کی کیونسٹ پارٹی نے حالیہ

**مرقب: محمد رفیق چودھری**

2022ء کی کانگریس میں اپنے 2027ء کے لیے کچھ اہداف رکھے ہیں۔ کیونکہ 2027ء میں کیونسٹ پارٹی کے سو سال پورے ہوں گے۔ کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے 2018ء، 2020ء، اور 2022ء کے اہداف حاصل کر لیے ہیں اور اب وہ 2027ء کے اہداف کے حصول کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے 2049ء تک کے اہداف کا تعین کیا ہوا ہے۔ اس حوالے سے

اور معاشری ترقی ان کے بڑے منصوبے ہیں۔ ان کے ذریعے انہوں نے افریقا اور وسط ایشیا کے کئی ممالک کو اپنے زیر اثر کر لیا ہے۔ اس کے بعد وہ مشرق وسطی کے ممالک کے ساتھ تعلقات بڑھا رہے ہیں۔ پاکستان کے ساتھ ان کے تعلقات پہلے بھی بہتر تھے البتہ گزشتہ 8 ماہ کے دوران اُتار چڑھا دیکھنے میں آیا ہے۔ پہنچا گون کی حالیہ روپورٹ میں جو لکھا گیا ہے کہ چین پاکستان پر احصار کرتا ہے تو یہ احصار ایک توان کی لاجٹک پیزیز کے حوالے سے ہے اور دوسرا مشرق وسطی میں اپنی تجارت کو فروع دینے کے لیے سی پیک پر احصار ہے جو پاکستان کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ روپورٹ میں یہ بھی ذکر کیا گیا کہ مستقبل کی وارفیز (سامنہ سکیورٹی کماں اور سپیس کماں) کے

**سوال:** حال ہی میں پہنچا گون نے ایک روپورٹ شائع کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ چین معاشری اور عسکری حوالے سے پاکستان پر احصار کر رہا ہے۔ اس روپورٹ کے خدوخال کیا ہیں؟

**رضاۓ الحق:** 2020ء میں امریکہ نے نیشنل ڈیپنس پالیسی بنائی تھی اس کے مطابق اب ہر سال ایک روپورٹ بنتی ہے۔ اس روپورٹ کے دو حصے ہوتے ہیں، ایک حصہ پبلک کے لیے شائع کیا جاتا ہے۔ پہنچا گون کی حالیہ روپورٹ (2022ء) بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو "Military and Security Developments involving peoples republic of China" کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔ اس روپورٹ کے شروع میں کہا جاتا ہے:

"The 2022 National Security Strategy identifies the Peoples Republic of China (PRC) as the only competitor with the intent and, increasingly, the capacity to reshape the international order."

یعنی چین ہمارا واحد مقابلہ ہے جس کی نیت بھی ہے کہ دنیا میں امریکہ کے نیوورلڈ آرڈر کو چیلنج کر سکے اور اس کی capacity بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ ماضی قریب میں امریکہ نے "Containment of China" Policy بنائی، پھر اس حوالے سے کوادُو غیرہ اتحاد بنائے، تائیوان کے معاملے میں بہت جارحانہ پالیسی اپنائی، خاص طور پر نیشنی پلوسی کا تائیوان کا دورہ بہت مقنائز عرہا۔ پھر بعد میں امریکہ کے دیگر اعلیٰ حکام وہاں پر آئے۔ پھر چین نے بھی کچھ ایسے اقدامات کیے ہیں جن کی وجہ

انڈیا کے ذریعے زمینی گھیراؤ کر رہا ہے اور کہیں پاکستان کو ترغیب دے رہا ہے۔ گویا امریکہ نے کھل کر چین کو اپنا دشمن تسلیم کر لیا ہے۔ اب امریکہ کے اسی سب سے بڑے دشمن سے سعودی عرب اپنے تعلقات بڑھا رہا ہے اور چینی صدر کو سعودی عرب میں دعوت دے رہا، وہاں عرب چین سمٹ ہو رہی ہے جس میں 14 عرب ممالک شرکت کر رہے ہیں۔ یہ انقلاب نہیں تو اور کیا ہے؟

**سوال:** کیا ٹرمپ کا نزدیکی طبقہ بیان سعودی عرب نے اس لحاظ سے ٹرنگ پوائنٹ نہیں بنایا کہ امریکہ نے ہمیں زیادہ ہی آسان ہدف سمجھا ہوا ہے؟

تو قریبیں کہ کچھ عرصہ کے بعد امریکہ کا عمل ضرور آئے گا۔ اگرچہ ہمیں محمد بن سلمان کے بہت سے اقدامات سے شدید اختلاف ہے، خاص طور پر ثقافتی حوالے سے اس کے اقدامات انتہائی ناقابل قبول ہیں لیکن ہمارا کوئی بھی مسلمان برادر ملک امریکہ سے پیچھے ہٹے گا تو ہمیں اس پر خوشی ہوگی۔ اس لیے کہ امریکہ حقیقت میں عالم اسلام کا اصل اور بڑا دشمن ہے۔ اسرائیل کی پشت پناہی بھی امریکہ کر رہا ہے۔ امریکہ نے حال ہی میں مذہبی انتہا پسند ممالک کی فہرست جاری کی ہے، اس میں پاکستان تو شامل ہے اور یہ کیسی مضائقہ خیز بات ہے کہ اس فہرست میں بھارت شامل نہیں ہے حالانکہ مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کے حوالے سے بھارت سرفہرست ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ کا عدل و انصاف یا حقیقت سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے۔ یعنی خالصتاً اپنے مفاد میں کسی انتہائی ظالم کو مظلوم کہہ دینا اور کسی انتہائی مظلوم کو ظالم کہہ دینا ان کے باعث ہاتھ کا کام ہے۔ کیونکہ وہ خود کو دنیا کا بادشاہ سمجھتا ہے۔ بہرحال اس بادشاہت کا تخت اللہ کے فضل سے نیچے سے کھکر رہا ہے اور وقت آنے والا ہے کہ یہ تخت اللہ جائے گا۔ البتہ مجھے یہ خدشہ ہے اس چین عرب سمٹ پر وہ جوابی دار کرے گا۔ عرب ممالک کو بھی چاہیے کہ اس حوالے سے متعدد ہو کر آگے بڑھیں اور اس سمٹ میں شرکت کرنے کے بعد تمام ممالک امریکہ کے سامنے سینئڈ لیں تو پھر واقعہ انقلاب ہو گا۔

**سوال:** کہا جا رہا ہے کہ مستقبل میں ساوتھ ایشیا، مڈ ایسٹ اور نارتھ افریقہ بڑی طاقتیں کی پر اکسی جنگ کا حصہ بننے جا رہے ہیں۔ کیا امریکہ اور چین کی براوراست کوئی چیقلش ہونے کا امکان ہے؟

**رضاء الحق:** نائیں ایون کے بعد جنگوں کا ایک نیا دور شروع ہو گیا تھا جو امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کے عنوان سے شروع کیا اور پاکستان سمیت بہت سے ممالک نے اس جنگ کو سپورٹ کیا۔ افغانستان، عراق، لیبیا، شام وغیرہ میں جو جنگیں ہوئیں، ان میں ہم دیکھتے ہیں کہ اسٹریٹجیز بدلتی جا رہی ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جس ملک میں معدنی وسائل بہت زیادہ ہیں اور کسی بڑی قوت نے اس کو تباہ کرنا ہے تو پھر وہ اس کے اوپر چڑھائی کرتا ہے تاکہ وہاں کی حکومت کو ختم کر دیا جائے جیسے طالبان کی حکومت امریکہ نے ختم کی۔ یا پھر کوئی ایسا ملک جہاں تیل کی دولت موجود ہے وہاں جا کے قبضہ کر لیں اور پھر امریکی کمپنیاں اور دوسرے مغربی ممالک کی کمپنیاں میں آپ کے پروگرام میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ

وہاں سے تیل حاصل کریں۔ لیکن نئی جنگوں میں پر اکسی وار کی سڑپیچی کو زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے اہم ممالک میں سعودی عرب، یوائے ای، قطر اور عراق شامل ہیں۔ لیکن نارتھ افریقہ بھی انتہائی اہم ہے۔ مصر، ٹیونس، مرکش، سوڈان، لیبیا وغیرہ یہ سارے نارتھ افریقہ میں ہیں۔ اسلامی تاریخ میں ان ممالک کے پاس انتہائی اہم مقام رہا ہے۔ ہم ماضی کے سبق کو بھول جاتے ہیں لیکن عالم کفر نہیں بھولتا۔ ان کو معلوم ہے کہ مستقبل میں کون کون سے ممالک ہمارے لیے سڑپیچی طور پر اور ایمان کے لحاظ سے خطرہ بن سکتے ہیں۔ زمینی حقوق کے مطابق ان کو نظر آتا ہے کہ ایک نظریاتی ریاست جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی اور جو نیوکلیئر صلاحیت کی حامل ہے وہ پاکستان ہے۔ پھر جذبہ جہاد سے سرشار لوگوں کی سرزی میں افغانستان پر بھی وہ نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح وہ جانتے ہیں کہ نارتھ افریقی ممالک کی تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت ہے لہذا یہاں پر اکسی جنگ کروائی جائے اور ان کو کمزور کیا جائے تاکہ یہ طاقت نہ حاصل کر سکیں۔ اور مڈ ایسٹ کوئی نہ کسی طرح قابو میں رکھا جائے اور اسرائیل کا خوف وہاں پر ڈالا جائے۔ دوسری طرف مسلمانوں کی یہ کمزوری ہے کہ یہاں کے اوپر سعودی عرب اور ایران آپس میں پر اکسی وارثت ہے۔ ہیں جس کا فائدہ دشمن اٹھاتے ہیں۔ چین کی کچھ ریڈ لائز ہیں۔ اگر امریکہ ان کو کراس کرے گا تو پھر چین براہ راست جواب دینے پر مجبور ہو جائے گا ورنہ وہ بچنے کی کوشش کرے گا۔ البتہ پر اکسی وار، تجارتی وار اور ڈپلومیٹی جنگ چلتی رہتی ہے۔ امریکی آکرتائیوں کا دورہ کریں تو کوئی خطرہ نہیں لیکن اگر امریکہ آکرتائیوں کا گھیرا وکرتا ہے تو پھر چین مزاحمت کر سکتا ہے کیونکہ اس میں چین کے لیے واضح خطرہ ہو گا۔

**سوال:** کیا امریکہ اس طرح کی جماعت کرے گا؟ **رضاء الحق:** بظاہر دیکھا جائے تو امریکہ کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ ایسی جنگ چھیڑے جس میں اس کا اپنا نقصان ہو لیکن ماضی میں امریکہ سے ایسے بے وقوفیاں ہوئی ہیں، کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ اسرائیلی صہیونی لابی بھی امریکہ کوئی نہ کسی طرح جنگ میں مصروف رکھنا چاہتی ہے، اگر ہم فلسفیانہ انداز سے دیکھیں تو 1980ء تک امریکہ ایک ابھرتی ہوئی سپر پاور تھی، اس وقت اس کو شکست دینا سو ویت یونین جیسی سپر طاقت کے لیے ممکن تھا مگر اب وہ ایک زوال پذیر سپر پاور ہے۔ امریکی فلاسفہ

خود لکھتے ہیں کہ امریکی تہذیب ختم ہو چکی ہے، اب وہ صرف (ملٹری و معاشری کمپنیوں کی) بیساکھیوں پر کھڑی ہے۔ یہ دونوں چیزیں بھی آہستہ آہستہ گر رہی ہیں۔ لیکن چین اس وقت تک جنگ میں نہیں کو دے گا جب تک اس کی سلامتی ڈائریکٹ خطرے میں نہ پڑ جائے۔

**سوال:** ایک طرف امریکہ ایک زوال پذیر سپر پاور ہے اور دوسری طرف چین ایک ایم جنگ سپر پاور ہے اور اس وقت دنیا باقاعدہ یونی پول سے بائی پول ہو چکی ہے۔ ان دونوں سپر پاورز کے پاکستان پر پریشرز آتے ہیں، پاکستان ان کو فیس کرتا ہے۔ آپ کے خیال میں اس رسہ کشی میں پاکستان کہاں کھڑا ہے اور ان پریشرز سے کیسے نکل سکتا ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** اصل میں کسی قوم کی کمزوری کی اصل وجہ خود وہ قوم اور اس کے لیڈرز ہوتے ہیں۔ پاکستان کی جو بھی کمزوریاں اب تک سامنے آئی ہیں وہ بنیادی طور پر پاکستان کے لیڈروں سے شروع ہوتی ہیں اور پاکستان کی عوام بھی اس الزام سے بری الزمہ نہیں ہے۔ امریکہ اگر پاکستان کو دباتا ہے تو اس میں پاکستانی قوم اور اس کے لیڈروں کا اپنا قصور ہے۔ پرانی مثال دیتا ہوں کہ 1965ء کی جنگ میں چین نے پاکستان کو جنگی طیاروں کی آفر کی تھی لیکن اس وقت حکومت "فیلڈ مارشل" ایوب خان کی تھی جسے طاقتو آدمی، آئرن میں وغیرہ بہت کچھ کہا جاتا تھا لیکن اس نے چین کو جواب دیا کہ آپ وہ طیارے ملائیشیا کو دے دیں اور ہم ملائیشیا سے لے لیں گے۔ یعنی ہم ذرتے تھے کہ امریکہ ناراض نہ ہو جائے۔

جب قوموں کی حالت دوسروں پر انحصار کے حوالے سے یہ ہو تو پھر کسی سے کیا گلہ؟ ہماری اس کمزوری کی وجہ سے امریکہ ہمیں ہر دوسرے دن دھکارتا ہے۔ ہم پچھلے پانچ چھ سال سے امریکہ سے دور ہونے کی کوشش میں تھے لیکن ہم نے چین کو بڑا مایوس کیا کہ ایک مبینہ رجیم چین کے نتیجے میں فوری اچھل کر امریکہ کی گود میں جا بیٹھے۔ اب چین، ہم پر کیسے انحصار کرے گا؟ حالانکہ چین کے جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کے ساتھ بڑے مفادات وابستہ ہیں لیکن جب پاکستان خود ہی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں رہ سکتا تو چین اس سے کیا توقع کرے گا۔ اس سے قبل جب پاکستان نے not absolutely ہیجے بڑے بڑے انکار کیے تھے اور امریکی جمہوری کانفرنس میں شرکت سے انکار کیا تھا تو امریکہ نے اسے بڑی بڑی طرح محسوس کیا تھا۔ حالانکہ اس

کانفرنس میں اس نے انڈیا اور چین کو نہیں بلا یا تھا بلکہ پاکستان کو بلا یا تھا۔ اس پر چین نے پاکستان کو بڑا زبردست مسیح دیا کہ آپ نے امریکہ کی طرف نہیں جانا۔ امریکہ نے بہت کھینچا لیکن پاکستان نہیں گیا۔ ان چند باتوں کی وجہ سے امریکہ پاکستان سے شدید ناراض تھا۔ مسئلہ یہ ہے کہ جن ممالک کی معاشی حالت کمزور ہوتی ہے وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں رہ سکتے۔ ہم اپنا تعلق چین سے مضبوط کریں تب ہی ہم امریکہ کو چھوڑ سکتے ہیں اور چین بھی زمینی حقائق کو سمجھے کہ اگر اس کا پاکستان پر اتنا ہی انحصار ہے تو پھر وہ پاکستان کا ہر حالت میں ساتھ دے چاہے امریکہ کچھ بھی کرے۔ لیکن چین اپنے طریقے سے چلتا ہے وہ اس زوردار انداز میں ہمارا ساتھ نہیں دے رہا جس انداز میں اس کو دینا چاہیے تھا کیونکہ ہم اس کا جغرافیائی تحفظ کے حوالے سے بہت بڑا سہارا ہیں۔ اس کی ایک وجہ ہے۔ 6 نومبر کو پاکستان کی کشمیر قائمہ کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ کمیٹی کے چیزیں پروفیسر ساجد میر نے آغاز میں ہی کہہ دیا ہے کہ وزارت خارجہ نے ہمیں کہا ہے کہ کشمیر پر کوئی بات نہیں کرنی۔ وہاں ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا کہ اگر ہم نے قائمہ کمیٹی میں ہو کر کشمیر پر بات نہیں کرنی تو کس پر کرنی ہے۔ چیزیں پروفیسر ساجد میر نے جواب دیا کہ آپ گورنمنٹ پر بات کر لیں۔ چنانچہ وہ ممبر واک آؤٹ کر گئے۔ جب ہماری کمزوری اور بزدلی کا یہ عالم ہے کہ ہماری کشمیر قائمہ کمیٹی اس ذرے سے کشمیر پر بات نہیں کر سکتی کہ بھارت یا امریکہ کا عمل آجائے گا تو چین ہماری کیا مدد کرے گا۔ کسی نے کہا۔

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے  
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے  
جب ہم خود ہی کھڑے ہونے کو تیار نہیں ہوں گے تو چین ہماری کیا مدد کرے گا؟ بہر حال دونوں طرف سے گرم جوشی کی ضرورت ہے۔ چین بھی کھل کر ہماری سپورٹ میں آگے آئے اور پاکستان بھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرے۔ اللہ بھی کہتا کہ میں اس قوم کی حالت بھی نہیں بدلتا جو اپنی حالت خود بدلنے کے لیے تیار نہ ہو۔ اگر پاکستان خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کو تیار نہیں ہے تو کوئی اس کو زبردست کھڑا کر کے مضبوط نہیں کرے گا۔ عسکری طاقت اور معاشی مضبوطی کا چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے، اگر معیشت مضبوط ہوگی تو عسکری طاقت بھی بڑھے گی لیکن ہماری معیشت کا جو حال ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

پاکستان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ پہلے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو پھر کوئی اس کی مدد کرے گا۔ اس کے بغیر کوئی ہم سے تعلق نہیں بنائے گا۔

**سوال:** پاکستان سمیت چند اسلامی ممالک کا جھکاوا چین اور روس کی طرف ہے کیا یہ جھکاوا اسرائیل کو قبل قبول ہو گا؟  
**ردِ حق:** اسرائیل کو ہرگز قبل قبول نہیں ہو گا۔ اسرائیل کے مقاصد کو دیکھیں تو بالکل واضح سمجھا جاسکتا ہے کہ اسرائیل کیوں پاکستان یا کسی بھی مسلم ملک کے راستے کی رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اس کے مستقبل کے پلان میں دنیا پر حکمرانی شامل ہے۔ وہ اسی تناظر میں ڈیل کرنا چاہے گا۔ اسرائیل ایک نسلی امتیازی ریاست کے طور پر ہمارے سامنے وجود میں آیا اور اس کے اندر مذہبی بنیاد پرستی بھی ہے۔ انہوں نے تحریف شدہ تعلیمات کو لے کر ایک عمارت کھڑی کی ہوئی ہے اور ساری مغربی دنیا، اسرائیل کے ان اقدامات کو تحفظ دیتی ہے اور اس کو سپورٹ کرتی ہے۔ ایک ایسی ریاست جو صرف ایک صہیونی ریاست کے طور پر یہودیوں کے لیے ہوگی، کسی دوسرے کے لیے وہاں کوئی گنجائش نہیں ہوگی، اگر ہوگی بھی تو دوسرے درجے کے شہری کے طور پر ہوگی، لیکن ایک وقت آئے گا جب ان سب کو نکال باہر کیا جائے گا اور پھر وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مسجد اقصیٰ کو شہید کرنا ہے جس کی جگہ تھرڈ ٹیپل کا پورا ایک کمپلیکس بنائیں گے جو دو ہزار سال پہلے موجود تھا۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ہمارا مسیح آئے گا (جو درحقیقت دجال ہوگا) اور ہماری گولڈن انج شروع ہوگی۔ ان چیزوں کو سامنے رکھیں تو وہ امریکہ کو خاص طور پر اپنے مقاصد کے لیے پوری دنیا میں استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس کی عسکری اور معاشی ترقی بہت زیادہ ہے اور دوسرے یورپی ممالک بھی اس کے ساتھ ہیں۔ اسرائیل ابھی امریکے کو استعمال کرتا رہے گا وہ مخفیتے پیٹوں نہیں بیٹھے گا۔ پاکستان پر اس کی نظر ہے کیونکہ وہ اسلامی نظریاتی ریاست ہے اور اس کے پاس ایٹھی اثاثے بھی ہیں۔ پھر ان کو رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث کے بارے میں بھی علم ہے کہ اس خطے سے فوجیں جائیں گی جو مهدیؑ کی مدد کریں گی اور ایلیا (یراثلم) میں اسلام کے جھنڈے گاڑیں گی۔ یعنی ان کے علم میں ہے کہ یہ علاقہ ہمارے لیے مستقبل میں خطرہ بنے گا۔ ان ساری چیزوں کو ذہن میں رکھ کر وہ امریکہ کو استعمال کر رہے ہیں۔ مستقبل میں وہ خود بھی سامنے آ سکتا ہے۔ واللہ اعلم

# تازہ ہوا کا ایک جھوٹکا (2)

عامرہ احسان  
amira.pk@gmail.com

تھی کہ پہلے واضح کر دیا کہ LGBTQ کا شعار بازو بند پہنچنے پر ایسی ٹیم کھیل سے باہر ہوگی۔ قدم قدم پر یورپی اقدار اور موقف رہ ہونے پر مغربی میڈیا نے اسلاموفوبیک اور نسل پرستانہ، قطر کے خلاف کارروں چھاپے اور ہر طرح بعض اگلا۔

شرق وسطیٰ کے باشمور طبقے نے اسے رد کرتے ہوئے اسے عامیانہ، بد لحاظ کرخت اور بے ہودہ قرار دیا۔ مُٹل ایسٹ آئی، میں خالد الحرب نے تنقید کی بوچھاڑ کر دی۔ ان کا کہنا تھا کہ یورپ دنیا کی آبادی کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ پورا مغربی میڈیا دنیا میں 8 فیصد سے کم آبادی کی نمائندگی کرتا ہے۔ امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا اور مغربی یورپ کی آبادی کل 600 ملین ہے۔ مغربی اقلیت اپنے تصورات پوری دنیا اور اس کی متعدد اربوں آبادی پر مسلط کرنا چاہتی ہے۔ مغربی میڈیا کا واشگاف پیغام یہ تھا کہ ’ہم تمہارے ملک میں آ کر تمہارے معاشرے کے اصول و قواعد، روایات کے خلاف اپنی مرضی کرنا چاہتے ہیں اور تمہیں اسے قبول کرنا چاہیے کیونکہ یہ عالمی اکٹھ ہے مقامی نہیں۔ حالانکہ دنیا کے بیشتر معاشروں میں ادھ نہ گئے، شراب کے نشے میں جھومتے، چینخے چلاتوں کو سڑکوں پر گوارا نہیں کیا جائے گا، تو ایک روایت پسند معاشرہ اسے ورلڈ کپ میں کیونکر گوارا کر سکتا ہے؟ (اس تمام اظہاریے کے باوجود قطر بھی بین الاقوامی فااحشہ عورتوں کی یلغار سے محفوظ نہ رہا!)

مغرب کو تکبر اور خبیط عظمت کے گھمنڈی رویوں پر آئینہ دکھاتے ہوئے خالد الحرب نے بڑے یورپی شہروں کا ایشیائی شہروں سے موازنہ کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ یورپی شہر افریقہ، لاطینی امریکا، ایشیا سے لوٹی گئی دولت کے سر پر بنے جبکہ ایشیائی شہر اپنے زور بازو، اپنی دولت سے بنے، چوری کے مال سے نہیں۔ مغربی نفیات میں یہ خناس سما یا ہے کہ وہ عالمی دولت پر گویا مالکانہ حقوق رکھتا ہے۔ نہیں یہ ہضم نہیں ہو رہا ہے کہ ایک چھوٹا سا (مسلم!) ملک اور اس کے پاس بے شمار دولت اور پھر وہ ورلڈ کپ جیسے (لگیں بھرے) اکٹھ کو نجھانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو! کمال تو یہ ہے کہ باقی دنیا میں کہیں بھی قطری پابندیوں پر کوئی اعتراض نہ ہوا! عالمی سطح پر یہ ہنگامی، اشد ضرورت ہے کہ دنیا کی 92 فیصد آبادی، 8 فیصد مغربی تہذیبی

منظراً تباشیاف اور بے آمیز نہ رہا، مگر فی الوقت آپ کو صرف وہ مناظر اور جھلکیاں دکھار ہے ہیں جنہوں نے طویل انتظار کے بعد عالمی سطح پر جگہ پائی اور بلا خوفِ لامتہ لام دنیا کو اسلام کا یہ چہرہ دکھایا۔ قطر سد و میت، کھلی شراب نوشی جیسے مظاہر پر تو ثابت قدم رہا، مگر عورت کے فتنے سے نج نہ سکا۔ آج مسلم دنیا کی کس میں میں تمام تر گھناؤپ آزمائشوں کے باوجود اسلام کی سر بلندی کی واحد حقیقت مثال افغانستان ہے۔

مغرب کو سخن پا کرنے کا ایک اضافی غصر مظلوم فلسطینیوں کی بھر پور موجودگی تھی۔ دنیا تک ان کا موقف پہنچانے کا ایک نادر موقع! تماشائی جھنڈوں سے لیں، نعرہ زن ماحول پر چھا جاتے رہے۔ فلسطین کے ساتھ اظہارِ بھیتی کے مظاہر میں مخصوص فلسطینی رومال، فلسطینی چھاپ والے بازو بند، فلسطینیوں کی حمایت کا بیش نیگ سے اظہار، غرض فضا فلسطینیت سے معمور رہی! اسرائیلی صحافیوں کو انشرواونہ دینے اور نظر انداز کرنے کا رو یہ بھی رہا۔ فلسطینی امریکی صحافی کے اسرائیلی فوج کے ہاتھوں قتل پر، اس عالمی اکٹھ کے موقع پر انصاف مانگنے کے نعرے بھی لگتے رہے۔ طویل عرصے کے بعد عالمی سطح پر اسلام کی دعوت، مظلوم فلسطینیوں کا حق، اسلامی قوانین پر فخر و اعتماد اور اسے ایک خوبصورت تہذیب کی صورت دنیا بھر میں اجاگر کیے جانے کا یہ عمل غنیمت تھا۔ (اگرچہ شیطان نے ورلڈ کپ سے اپنا حصہ خوب ٹھوڑا۔)

مغرب کا دوغلائیں، متنکبرانہ رویہ: ان کے چہرے سے نقاب اُتر گیا۔ خود وہ عدم برداشت کی انتہا پر دیکھے گئے۔ اس پر شدید لعن طعن ہوئی۔ ٹائمز لندن نے کہا: ”قطریوں کو عورت کو مغربی لباس میں دیکھنے کی عادت نہیں۔“ مغربی عورت کی کم لباسی پر تہذیب بھی ان کے لیے ایک تازیانہ تھی۔ حقیقی اسلامی معیارات رقص و سرود کے باوجود مغربی تکبر کی سونڈ کو داغ تو لگا۔ فٹ بال تنظیم ”فیفا“ نے تمام تر قطری پابندیوں، حد بندیوں کا احترام کیا۔

(گزشتہ سے پیوستہ)  
مسجد سے خوبصورت اذانوں کی پانچ وقت پکار!  
کب کسی ورلڈ کپ کا مقدر ایسا جاگا! اللہ کی کبریائی،  
وحدانیت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی طرف بلند آہنگ دعوت! سبحان اللہ۔ اسی پر بس نہیں۔ تقابل ادیان کی غیر معمولی مہارت کے حامل ڈاکٹر ذاکر نائیک کو اس عالمی اکٹھ پر مدعا کر لیا۔ غیر مسلموں پر اثرات سے خائف شرق تا غرب اسلام دشمن قوتوں نے ان کی زبان بندی کرو رکھی ہے۔ بھارت ان کا پاسپورٹ منسوخ کر چکا ہے۔ ملائشیا نے انہیں پناہ دے رکھی ہے مگر عالمی دباؤ کے پیش نظر انہیں خطبہ دینے کی اجازت نہیں۔ پیسٹی وی جس کی بیاناد ڈاکٹر ذاکر نے رکھی تھی اس پر انڈیا، بنگلہ دیش، کینیڈا، سری لنکا اور برطانیہ، نیز پاکستان میں بھی پابندی ہے۔ قطر نے بھارت کی خوشنودی (دبی، سعودی عرب کے برخلاف) یا ناراضگی سے بے نیاز ہو کر یہ اقدام کیا ہے جو لاائق صد تحسین ہے۔ ان کے لیکچرز کا اہتمام کیا گیا ہے! ان تمام امور کی بنا پر مغرب نے قطر کو جس شدید تہذید کا نشانہ بنایا، کمال تو یہ ہے کہ اس پر فیفا کا صدر (فت بال کی عالمی تنظیم) Infantino (جو خود سوس اطالوی ہے) بھی بھنا اٹھا۔ ایک گھنٹے کی پریس کانفرنس میں غیر معمولی جذباتی انداز میں قطر اور ٹورنامنٹ کا دفاع کیا۔ قطر کے خلاف پروپیگنڈا جنگ کو اس نے یورپ کی منافقت قرار دیا۔ اس نے کہا یہ ورلڈ کپ دنیا کی تاریخ کا بہترین ثابت ہوگا۔ یہ دوسروں کو اخلاقیات کا سبق پڑھا رہے ہیں۔ میں یورپی ہوں۔ ہم یورپیوں نے گزشتہ 3 ہزار سال میں جو کچھ دنیا بھر میں کیا، اس پر آئندہ 3 ہزار سال تک ہم دنیا سے معافی مانگیں، دنیا کو اخلاقیات کے درس دینے سے پہلے۔ (یاد رہے کہ یورپ قطر میں مزدوروں کے استھان پر، پروپیگنڈا مہم چلا رہا ہے۔)

قطر نے بین الاقوامی سطح پر جو اساتذہ کرتے ہوئے اسلامیت کا جواہر کیا وہ غیر معمولی تھا۔ اگرچہ یہ

### سود کی حرمت کے حوالے سے اعتراضات اور آن کے جوابات

**تیسرا اعتراض:** بنکوں کا کام ربوا نہیں بلکہ بیع کے زمرے میں آتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔

**جواب:** بنک بیع یعنی تجارت نہیں کرتے بلکہ صرف قرض دیتے ہیں۔ تجارت میں سرمائے اور اشیاء کا لین دین ہوتا ہے، نفع کے حصول کے لیے ذہنی و جسمانی محنت کرنا پڑتی ہے اور کسی وقت بھی نقصان کا اندیشه (Risk) ہوتا ہے۔ بنک جو قرض دیتا ہے اس میں یہ امور نہیں پائے جاتے۔ بنک دیے گئے قرض پر لازمی اضافے کا طلب گار ہوتا ہے اور یہ ہی ربووا ہے۔ معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع علیہ السلام نے الجامع الصغیر سے ربووا کی تعریف کرتے ہوئے ارشادِ نبوي نقل کیا ہے:

((كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مُنْفَعَةً فَهُوَ رِبُوا)) "قرض پر لیا گیا اضافہ ربوا ہے"

لہذا بنکوں کا کام بیع نہیں بلکہ ربووا کے زمرے میں آتا ہے۔ اس حقیقت کو وہ شخص بھی جانتا ہے جو بنکنگ کے لین دین کے بارے میں سطحی سی معلومات رکھتا ہے۔ جو لوگ جانتے ہو جھتنے بنک کے ربووا کو بیع قرار دے رہے ہیں ان کا ذکر سورہ بقرہ آیت: 275 میں اس طرح سے آیا ہے «قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبُوا» (انہوں نے کہا کہ بیع بھی ربووا کی طرح ہے)۔ جواب میں اللہ نے فرمایا «وَأَحَلَ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبُوا» "اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔" اگلی آیت میں اس طرح کی بات کہنے والوں کو گُفارٰ کہا گیا ہے۔ لہذا بقول حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ السلام اس طرح کا قول کفر پر دلالت کرتا ہے۔

بحوالہ "سود: حرمت، خبائث، اشکالات، از حافظ انجینر نوید احمد"

**آہ! نیڈ رل شریعت کو رٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 237 دن گزر چکے!**

#### Quote on Riba

"The Jews should not be allowed to keep what they have obtained from others by usury; it were best that they were compelled to work so that they could earn their living instead of doing nothing but becoming avaricious."

Ezra Heywood (Philosopher, Human rights activists)

گراوٹ، ایڈز کی خوست سے تھڑی شہوانیت سے گلوب کو بچانے کا اہتمام کرے۔ یہ سراسر ایلسی حسد ہے جس پر مغرب بھنا اٹھا ہے۔ دنیا نے تہذیب کی مبہوت کم ہلکی سہی مگر ایک جھلک دیکھ لی۔ دنیا بھر سے آنے والے تماشا یوں اور کھلاڑیوں کے لیے یہ مختلف تجربے نئے ذوق اور ذاتی کا حامل تھا۔

مگر پھر یہاں یک منظر بدلتا ہے اور ایک تھرکتا ناچتا، رنگ و موسیقی میں ڈوبا ہوا ساری ایمانی بنیادوں میں (بارود) ڈائیٹ رکھ کر منہدم کر دینے والا قطر سامنے آتا ہے۔ اگرچہ پوستر آویزاں تھے کہ سر عام عشق معاشرہ، غیر مرد عورت کی ملاطفت منوع ہے۔ عبادت گاہوں کا قدس مجروح نہ ہو۔ بلند آہنگ موسیقی نہ ہو۔ قطری معاشرے کے مذہبی جذبات اور تہذیب مجروح نہ ہو۔ بہر طور دوسری جانب رقص و سرود کے افسونا ک مظاہرنے کے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ اسراف و تبذیر کی آخری انہاؤں پر یہ کھیل دنیا بھر کی رقصاصوں فاحشہ عورتوں کی سیکھائی پر منجھ ہوا۔ ایک طرف تماشا یوں کو عریاں لباسی پر تنبیہات جاری کی گئیں۔ دوسری جانب کینیڈین مرکاشی انڈین اداکارہ نورہ فتحی فخش ترین پرفارمر کی حیاسوzi نے اسلامی قطری تہذیب کے پر منچے اڑا دیے۔ فتنہ دجال اسی تلبیس ابلیس کی انہا کا نام ہے۔ اسی قطر میں امریکا طالبان مذاکرات میں شاندار کردار ادا کر کے افغانستان میں لا الہ کے جھنڈے لہرا یا جانا ممکن ہوا۔ دوسری جانب امریکی فوجی اڑوں کی میزبانی بھی کرتا رہا۔ چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی! دنیا میں روحانی ابتری، معاشرتی زندگی کی تباہی، ویرانی، تبدیلی کی مقاضی ہے۔ یہ تبدیلی مغربی تہذیب کی اندھی نقاہی اور مرعوبیت میں غرق حکمرانوں یا عوام سے نہیں آسکتی۔ اسلام اچیزے دیگر است۔

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوں نے روشن ہے نگہ آئینہ دل ہے مکدر بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدود سے ہو جاتے ہیں افکار پر اگنہ د ابتر مجموعی طور پر یہ ایک سانچے سے کم نہیں کہ ایک اچھی شروعات کے کچھ مناظر دکھا کر ورلڈ کپ نے فکر و نظر کی پر اگنڈی د ابتری ہی کو بڑھا دیا۔ یمسر تنا! (ختم شد)

# ظلم سے باز رہیے، مظلوم کا ساتھ دیجیے!

مولانا محمد سلمان عثمانی

ہی کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ! اس کی آہ و بدعا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے درمیان میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔” (منداحمد)  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان اسے ارشاد فرمایا: ”مظلوم کی بدعا سے بچ رہنا، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پرده (یعنی رکاوٹ) نہیں ہے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ علیہم کو ظلم کے ارتکاب سے سخت تنبیہ فرماتے رہتے تھے اور انہیں ظلم کے برے نتائج اور دردناک اثرات سے آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ نیز دوسری طرف مختلف جائز طریقوں سے مظلوم کی نصرت و حمایت کرنے، دوسروں کی عزت و آبرو، ان کی الملک و جائیداد کی حفاظت کرنے اور ہر حال میں لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنے پر ابھارتے رہتے تھے، اور انہیں بتاتے کہ مظلوم کی دعا کے لیے آسمان کے دروازے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ لہذا اس کی دعا بھی رد نہیں ہوتی ہے، کیونکہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کریمہ کے اوپر ظلم کو حرام فرمایا ہے اسی طرح سے اس نے لوگوں کے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ جو ظلم و ستم کرتا ہے اسی کے اوپر اس کے ظلم و ستم کا وبا آگرتا ہے۔  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پرده (یعنی رکاوٹ) نہیں ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی دعا بنا کسی قید و شرط کے قبول ہوتی ہے اور اسے سیدھے اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کا پروانہ ملتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ حق کا فیصلہ فرمائے۔ چنانچہ جب مظلوم اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے اور وہ قبولیت کا لیقین رکھتا ہے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سب گناہوں میں سے ظلم ایسا بے رحم گناہ اور بدتر خطا ہے کہ چاہے کافر کے ساتھ بھی کیا جا رہا ہو تو اللہ کریم کو برداشت نہیں ہے۔ لہذا ہر حال میں ظلم سے بچنے کی تاکیدی وصیت فرمائی گئی ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو ظلم سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمارے اندر فکر آخرت پیدا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

**نوٹ:** دیکھنے میں آتا ہے کہ کچھ لوگ اللہ کے ذکر، اس کی عبادت اور ریاضت میں تو بھر پور انداز میں مصروف رہتے ہیں لیکن مخلوق خدا کے حقوق تلف کرنے اور ان پر زیادتی کرنے سے گریز نہیں کرتے مذکورہ بالاتحریر سے یہ واضح نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسے لوگ خسارے میں رہیں گے۔

اپنے آپ کو انواع و اقسام کی جرائم، برا بیوں اور گناہوں میں ملوث کر لے جو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نافرمانی ہیں۔ فرمان الہی کا مفہوم ہے: ”ان پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔“ (سورہ نحل)

ظلم کی تیسری قسم یہ ہے کہ انسان اللہ کے بندوں اور مخلوقات پر ظلم کرے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ لوگوں کا مال ناقص کھایا جائے، انہیں ظلمًا مارا جائے، گالی گلوچ کی جائے، زیادتی کی جائے، کمزوروں پر ہاتھ دراز کیا جائے، ظلم عموماً کمزور آدمی کے ساتھ ہوتا ہے جو انتقام لینے پر قادر نہیں ہوتا، ظلم کی کچھ اور شکلیں جو انسان اللہ کے بندوں اور مخلوقات پر کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب نے ایک بالشت کے برابر بھی کسی کی زمین کو ظلمًا لے لیا تو (قیامت کے دن) سات زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔“ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مال دار آدمی کا قرض کی ادائی میں ثالث مثول کرنا ظلم ہے۔“ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا قیامت کے دن میں مدعا بنوں گا، ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور وہ توڑ دیا۔ دوسراؤ وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بچ کر اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی۔“ (صحیح بخاری)

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مظلوم کی بدعا سے بچو، بلاشبہ! اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہوتی۔“ (بخاری کتاب المظالم، الغصب)

اس کے علاوہ عبد اللہ اسدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرمारہ تھے کہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (لوگوں کو بر ملا نصیحت کرتے) سن: لوگو! مظلوم کی بدعا سے بچو! اگرچہ وہ کافر کرنے لگ جائے، واجبات میں کوتا ہی اور سستی کرے،

آج کل معاشرے میں لوگوں میں بے جا ظلم و زیادتی عام ہو چکی ہے، ناجائز کیس، کسی کامال غضب کرنا، پڑوسیوں کو پریشان کرنا، کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا، مار پیٹ کرنا، گالم گلوچ کرنا، کمزوروں پر زبان دازی اور ہاتھ دراز کرنا، اس طرح کے کئی اور مظالم و گناہ ایسے ہیں جن کو ہم گناہ تصور ہی نہیں کرتے، بلکہ اس پر ڈٹ جاتے ہیں کہ میں نے مٹھیک کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتا ہے، جس کے بعد مصائب و مشکلات میں وہ انسان گھر جاتا ہے۔

معاشرے میں آج کل ظلم و زیادتی عموماً غریب سے ہی کی جاتی ہے جو ناقابل معافی جرم ہے۔ لوگوں میں ظلم عام ہے جبکہ قرآن کریم اور حدیث میں ظلم کی مذمت اور ظالموں کے بڑے انجام کو بڑے شدومد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔  
ظلم کو اللہ نے لوگوں پر حرام کر رکھا ہے۔

حدیث قدسی کا مفہوم ہے: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور تم میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ ظلم و زیادتی کو حرام کر رکھا ہے، اس لیے دیکھو! تم ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرنا۔“ (صحیح مسلم)  
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ظلم سے بچو! کیونکہ قیامت کے دن ظلم طلماں و تارکیوں کا باعث ہوگا، اور بخل، شہہ، طمع و لالج سے بچو!  
کیونکہ شہہ نے ان کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے گزرے، یہ وہی چیز تھی جس نے انہیں خون ریزی اور ہتک حرمت پر آمادہ کیا۔“ (صحیح مسلم)

آنکھ لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی چیز کو اس کے غیر محل میں رکھنا ظلم ہے۔ ظلم کی تین قسمیں ہیں: انسان اپنے رب کے ساتھ ظلم کرے جس کی صورت یہ ہے کہ وہ مزدوری نہیں دی۔ فرمان الہی ہے کہ کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔ (البقرہ) اس کی عبادت میں شرک کرے جس کی شکل یہ ہے کہ اس کی بعض عبادتوں کو غیر اللہ کے لیے پھیر دے اور شرک کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے: ”بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔“ (سورہ لقمان)

اس کائنات میں سب سے بڑا ظلم خالق کائنات کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ ظلم کی دوسری قسم یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر ظلم کرے وہ اس طرح کہ انسان خواہشوں کی پیروی کرنے لگ جائے، واجبات میں کوتا ہی اور سستی کرے،

20 نومبر 2022ء کو زون وسطی کا اجتماع قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں منعقد کیا گیا۔

زون کے تمام حلقات جات فیصل آباد، حلقة ساہیوال ڈویژن، حلقة پنجاب جنوبی، حلقة بہاولنگر سے رفقاء نے بھر پور شرکت کی۔ اس اجتماع کی صدارت جناب ڈاکٹر عبدالسمیع مشیر خصوصی امیر محترم و صدر انجمن خدام القرآن فیصل آباد نے کی۔

### 19 نومبر کے دروس و خطابات

اجماع کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے کیا گیا۔ اس کے بعد سورۃ الحمد کی آیت 25 کا درس قرآن ہوا۔ ان بیانات علیہم السلام کے مقصد بعثتِ نظامِ عدل کے قیام پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس کے بعد امیر محترم کا افتتاحی خطاب بذریعہ وید یوں کیا جس میں امیر محترم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و شناع کے بعد منتظمین اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ اور سالانہ اجتماع کی منسوخی کی وجہات رفقاء کے سامنے بیان کیں۔ دوران اجتماع سمع و طاعت کی پابندی کے حوالے سے خصوصی توجہ دلائی۔ اجماع کے فوائد اور برکات کی اہمیت کو بھی واضح کیا۔ دین کے غلبہ کے لیے صحابہ کرام ﷺ کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے رفقاء کو اس مشن میں بعد میں ناظم اجتماع محترم محمد ناصر بھٹی نے شرکاء کو انتظامی حوالے سے ہدایات دیں۔

تنظیم اسلامی کے بزرگ رفیق پروفیسر خلیل الرحمن نے اپنے خطاب میں کہا کہ اجتماعی نظام کے کسی گوشے میں تبدیلی پیدا ہو جانا انقلاب کہلاتا ہے۔ تاریخ انسانی میں ہمہ گیر اور مکمل انقلاب ایک ہی مرتبہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں برپا ہوا۔ اور اس کی بنیاد "صحیفہ انقلاب"، قرآن حکیم تھا۔

تنظیم اسلامی حلقة پنجاب جنوبی کے رفیق جناب جام عابد حسین نے آیاتِ قرآنی کے ذریعے واضح کیا کہ اللہ کے نزدیک اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ لیکن آج اسلام کو ایک پرانیویں معاملہ بنانے کا پیش کیا جا رہا ہے اور اجتماعی زندگی سے نکال کر صرف انفرادی زندگی تک محدود کر دیا گیا۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم لوگوں کے سامنے اسلام کے جامع تصور کو واضح کریں۔

ہمارے دینی تقاضے کے عنوان پر پنجاب جنوبی کے ناظمِ دعوت جناب محمد سلیم اختر نے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ بندگی کی دعوت اور نظام بندگی کے قیام کی جدوجہد کو احسن انداز میں بیان کیا۔

ڈاکٹر طاہر خاکوئی نے بیعتِ سمع و طاعت کی اہمیت اور تقاضے بیان کیے۔ محترم فیصل افضل نے خلافت کی خوشخبری اور اسد انصاری نے فطوبی للغرباء کے عنوان کے تحت حدیث بیان کی۔

امیرِ حلقة فیصل آباد جناب نعمان اصغر نے رسول انقلاب کا طریق انقلاب کے موضوع پر گفتگو کی۔

حافظ کاشف فاروق نے انفرادی دعوت کے عملی تجربات بیان کیے۔ محترم قاری محمد ندیم نے امر بالمعروف و نهى عن المنکر کے عنوان کے تحت حدیث بیان کی۔

"زمانہ گواہ ہے" کے پروگرام: تنظیم اسلامی: ماضی، حال، مستقبل، کی ویڈیو روکارڈ نگ دکھائی گئی۔

جناب محمد امین نوشانی نے التزام جماعت کے عنوان پر حدیث بیان کی۔

بانی محترم کا خطاب بذریعہ وید یوں دکھایا گیا۔

### 20 نومبر کے دروس و خطابات

انجینئر فیضان حسن نے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 261 کے تحت اتفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر دل پذیر گفتگو کی۔

امیرِ حلقة پنجاب جنوبی جناب مرزا قمر رئیس نے اپنے خطاب میں مروجہ مذہبی و سیاسی ٹنگ نظری کے رفقاء تنظیم پر اثرات اور اس کے تدارک کے حوالے سے جامع خطاب کیا۔ اور رفقاء کو پیغام دیا کہ وہ کسی مسلک یا سیاسی جماعت کی نمائندگی کی بجائے اس بات پر غور کریں کہ ہم خود کس چیز کے داعی ہیں۔

"ادیانی مسائی کی امین: تنظیم اسلامی" کے موضوع پر انجینئر عبداللہ اسماعیل نے سیر حاصل گفتگو کی۔

ڈاکٹر عبدالسمیع نے "اقامتِ دین اور میرا گھر" کے عنوان تحت رفقاء تنظیم کو انتہائی قیمتی و گران قدر مشورے بھی دیے اور نصیحتیں بھی کیں۔ ذمہ داری کا احساس بھی دلایا کہ ہم نگران ہیں اور ہم اپنے گھروالوں کی تربیت کے ذمہ دار ہیں۔ قیامت کے روز ان کے بارے میں ہم سے باز پرس ہوگی۔

ڈاکٹر عارف رشید نے ناظمہ عالیہ کا پیغام سنایا جو کہ بذریعہ وید یوں کیا گیا۔

امیر محترم نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں انہوں نے رفقاء کو گزشتہ سالانہ اجتماع کے اہداف کی یاد دہانی کے ساتھ اس سال کے اہداف بھی بتائے۔ جن میں دو اہداف پہلے ہی ہیں۔ اور پانچ مزید اہداف دیے۔ امیر محترم کی دعا کے ساتھ ہی مقابل سالانہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

### تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے تحت ایک روزہ دعویٰ پروگرام

تنظیم اسلامی ملتان شمالی کے اسرہ غازی آباد کے زیر انتظام 11 دسمبر 2022ء

بروز ہفتہ غازی آباد کی مسجد حسین میں ایک روزہ پروگرام منعقد ہوا جس میں 25 رفقاء نے شرکت کی۔ نماز عصر تمام رفقاء نے مسجد حسین میں ادا کی۔ نماز کے بعد امیر مقامی تنظیم ملتان شمالی جناب محمد شہریار خان نے رفقاء کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کے حوالے سے ہدایات دیں۔ بعد نماز مغرب نقيب اسرہ عبداللہ عامر نے "دنیا کی عظیم نعمت: قرآن حکیم" کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ بعد نماز عشاء رفیق تنظیم جمشید الرحمن نے سیرت صحابہ کرام ﷺ کے حوالے ایک صحابی رسول ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا۔ رات سونے سے قبل رفیق تنظیم محمد حاشڑ عوام نے سونے کے اذکار یاد کرائے۔ تو 12 دسمبر 2022 کی صبح نماز فجر کے بعد محمد شہریار خان نے دین اسلام کے تقاضوں پر تفصیلی درس قرآن دیا۔ درس میں 100 کے قریب نمازوں نے شرکت کی۔ ناشتہ کے بعد رفقاء کے درمیان امیر مقامی تنظیم نے تنظیم اسلامی کی دعوت پر مذاکرہ کرایا جس میں رفقاء نے دلچسپی سے حصہ لیا۔ اس کے بعد رفیق تنظیم عدنان حسیب نے اسلام کا جامع تصور نامی کتاب کا اجتماعی مطالعہ

محترم قاری مقبول احمد تمیبی فیصل آباد میں 1989ء میں تنظیم اسلامی کی دعوت سے روشناس ہوئے اور تنظیم کے رکن بنے۔ قاری صاحب آج کل تنظیم اسلامی شیخوپورہ جنوبی سے وابستہ اور تنظیم کے ملتزم رفیق ہیں۔ دو روزہ اجتماع کے جملہ پروگراموں سے مطمئن اور متفق ہیں۔ البتہ ”زمانہ گواہ ہے“ میں امراءٰ تنظیم کے مابین تقابل کو درست نہیں سمجھتے۔ یہ تھے دو روزہ اجتماع کے حوالے سے چند رفقاء کے تاثرات۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دینی اور تحریکی زندگی کو مزید کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرے۔ آمین (رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر و اشاعت، حلقة لاہور شرقی)



کرایا۔ دن 11:00 بجے تک یہ پروگرام جاری رہا۔ اس کے بعد مقامی امیر نے رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور تمام رفقاء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ (مرتب: محمد شہریار خان)

## مرکز تنظیم اسلامی دارالاسلام میں منعقدہ اجتماع میں شریک رفقاء کے تاثرات

19 تا 20 نومبر 2022ء کو دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں سالانہ اجتماع کے مقابل کے طور پر لاہور کے دو حلقات جات، حلقة گوجرانوالہ اور حلقة سرگودھا کے رفقاء کا دو روزہ اجتماع منعقد ہوا جس کی رواداد ندائے خلافت میں شائع ہو چکی ہے۔ اجتماع میں شریک چند رفقاء سے ذاتی تعارف اور تنظیمی تعلق کے حوالے سے مختصر گفتگو ہوئی جو ندائے خلافت کے قارئین کی نظر ہے۔

محترم عبدالعزیز اعوان تنظیم اسلامی گلبرگ کے امیر ہیں۔ بہاولپور میں سالانہ اجتماع کی منسوخی اور مقابل اجتماعات کے انعقاد کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ مرکزی سطح پر منعقد ہونے والا سالانہ اجتماع لازماً منعقد ہونا چاہئے۔ سال میں ایک بار ہی سبی پورے ملک سے آئے رفقاء کی زیارت اور ان سے ملاقات کا موقع میسر آتا ہے، مرکزی اجتماع کی افادیت مسلم ہے، اس سال سالانہ اجتماع نہ ہوسکا بہر حال اس کی کمی تو محض ہوئی ہے۔ محترم عمر بشیر فیصل ٹاؤن حلقة لاہور غربی کے مبتدی رفیق ہیں۔ اجتماع کے جملہ پروگراموں سے پوری طرح مطمئن اور خوش نظر آئے۔

محترم سہیل انجم فیروز پور روڈ تنظیم کے امیر کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ بہاولپور میں منعقد ہونے والے مرکزی اور کل پاکستان اجتماع کی افادیت اور اثر پذیری کے شدت سے قائل ہیں۔ البتہ ان کے نزدیک دو روزہ مقابل علاقائی اجتماع کی افادیت اپنی جگہ اہم اور مفید رہی۔

محترم بابو سجاد حسین ٹاؤن شپ لاہور غربی سے تنظیم اسلامی سے وابستگی رکھتے ہیں۔ نقيب اسرہ کے طور پر ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔ کل پاکستان سطح پر مرکزی اجتماع کے انعقاد کی افادیت کے پیش نظر مرکزی اجتماع ہی کے انعقاد کو بہتر سمجھتے ہیں کہ پورے ملک میں رفقاء کی ملاقات کا واحد موقع یہی سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔

محترم ثاقب ادریس نے تنظیم اسلامی شاہدرہ / فیروز والا سے اپنی تنظیمی سفر کا آغاز کیا، اب واپس ٹاؤن تنظیم سے وابستہ ہیں مرکزی اجتماع کی منسوخی کے بعد مقابل اجتماع کے انعقاد کو مناسب اور موزوں سمجھتے ہیں۔ البتہ مرکزی سطح پر کل پاکستان اجتماع کی افادیت کو زیادہ موزوں قرار دیتے ہیں۔

محترم ذیشان محمود گزشتہ چودہ سال سے تنظیم میں شامل ہیں اور آج کل ان جنینٹ ٹاؤن کے مقامی امیر کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ ملک میں قائم دیگر دینی تنظیم اور ان کی دعوت و طریق کار سے بھی بخوبی واقفیت کے بعد تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے تنظیم اسلامی کے فکر اور طریق کار ”منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم“، کو تنظیم اسلامی کی شناخت اور پہچان قرار دیا۔ سالانہ اجتماع کے مقابل کے طور پر مرکز دارالاسلام سمیت چھ مقامات پر بیک وقت منعقدہ اجتماعات میں نئے مقررین کی رونمائی کو ثابت قرار دیتے ہیں۔ مرکزی سالانہ اجتماع کی افادیت اپنی جگہ البتہ مختلف مقامات میں علاقائی اجتماعات کا انعقاد ایک اچھا کامیاب تجربہ ہے۔

## امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(02 نومبر 2022ء)

جمعرات (1 کیم دسمبر) کو مرکزی عالمہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ تربیت اور بعد نماز عصر شعبہ نظم امت سے میٹنگ کیں۔

جمعہ (02 دسمبر) کو قرآن اکیڈمی لاہور کی مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ شام کو ”امیر سے ملاقات“ کی ریکارڈنگ کروائی۔

ہفتہ (03 دسمبر) کی صحیح مرکز میں تربیت کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد ازاں کراچی واپسی ہوئی۔

اتوار (04 دسمبر) کو انجمن خدام القرآن سندھ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی اور ”قرآن کے انقلابی منشور“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ شام کو ایک مسجد میں عمومی اجتماع سے ”نیک گھرانہ“ کے موضوع پر خطاب کیا۔

پیر، منگل (05، 6 دسمبر) کو کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں اور ریکارڈنگ کروائی۔

قامم مقام نائب امیر محترم اظہر بختیار خلجمی سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

## ضرورت رشتہ

☆ حیدر آباد میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی ہمیشہ، عمر 26 سال، تعلیم صرف ناظرہ قرآن، بیوہ (ایک بیٹا) کے لیے دینی مزاج کے حامل پہلی یاد و سری شادی کرنے والے نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ حیدر آباد یا کراچی میں رہائش پذیر قابل ترجیح۔ برائے رابطہ: 0300-8029788

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

# Double standards and Deliberate ambiguity

By: Raza ul Haq

Israel's nuclear program has been in the limelight since Mordechai Vanunu's disclosures in 1986 and the detailed history provided by Seymour Hersh in 1991 (The Samson Option). Israel's 'Deliberate Ambiguity' about its nuclear weapons demonstrates a candid intent of inflicting scorched earth wars using horrific weapons and extra-judicial executions against Palestinians who live within historic Palestine, Lebanon, Syria, and Jordan. Israel and its allies use legal casuistry to shape ambiguity about Israel's immorality and criminality, and Israel endangers the entire world should Israel follow through with threats to deploy nuclear weapons – "all options are on the table", a threat currently manifested by fomenting an attack on Iran. There is an evident collusion of the West in Israel's official policy of 'Deliberate Ambiguity'. The West has double standards when it comes to Israel and Muslim countries. In 2009, Helen Thomas, Washington Post doyenne and member of the White House Press Core, asked Obama at his first news conference if he knew of any country in the Middle East that has nuclear weapons, and he replied that he didn't want to "speculate." Israel gained access to nuclear weapons production in 1957 through French socialist

governments. Ben-Gurion was passionately committed to nuclear weaponization. Current estimates (Janes, SIPRI) are that Israel possesses between 100 and 300 nuclear warheads, deployable by land, air, or sea. Israel's Jericho I, II and III long-range surface-to-surface missiles are nuclear capable and have a range up to 7,800km (4,800 miles). Israel's nuclear warheads can also be deployed by American-supplied F-16 jets. Germany subsidized the sale of Dolphin-class submarines to Israel, partly as "Holocaust reparation". These submarines are capable of carrying nuclear warheads.

Israel is not a signatory of the Non-Proliferation Treaty, thereby blocking inspection by the International Atomic Energy Agency (IAEA). The U.S. and France fully cooperated with Israel's nuclear program: Senator Stuart Symington, a ranking member of the Senate Armed Services Committee, told Shimon Peres "Don't be a bunch of fools. Don't stop making atomic bombs. And don't listen to the administration. Do whatever you think best".

By 1968 Israel had completed its Dimona reprocessing plant and was in full-scale production. Its uranium ore had been purchased from the Argentina dictatorship and

apartheid South Africa, and Israel proposed to help South Africa develop a bomb.

In 2014, the US and Canada were among five countries to oppose a UN Arab resolution criticizing Israel for refusing to join the NPT. As a non-signatory, Israel is not subject to inspection by the International Atomic Energy Agency (IAEA), but Iran, a signatory of the NPT, a country without nuclear weapons, is subject to inspections and sanctions.

Israel as a non-signatory to the NPT is allowed to participate in NPT review conferences, and in 2015 successfully blocked a move to take all nuclear weapons off high-alert status at a time of nuclear threat in Russia/Ukraine. As the only Middle East country to possess nuclear weapons, Israel does not participate in UN meetings of Middle East states to establish a nuclear-free zone in the Middle East.

An article by Martin Sherman in the U.S. Reform Judaism magazine is shocking in its unambiguous justification for using nuclear weapons. The article, "Strategic Bedfellows", is about the weapons transactions between Israel and India "In 2003, Yuval Steinitz, then head of the Israeli Knesset's Foreign Affairs and Security Committee, assessed the strategic alliance with India as "a very high priority, second only to relations with the United States." He negotiated a strategic nuclear cooperation agreement with Indian Home Minister L. K. Advani, predecessor to Modi and also a member of the BJP and RSS, in which the two countries permitted themselves to launch a second-strike if attacked by nuclear, chemical, or biological warfare. This means nuclear weapons against a non-nuclear strike.

All this doublespeak is a bizarre enactment of facile duplicity and hypocrisy at the highest international levels.

## اللَّهُمَّ لِعَذَابِ الْجَنَّةِ دُعَايَةً مَغْفِرَةً

☆ حلقہ اسلام آباد کے امیر ڈاکٹر ضمیر اختر خان کے والد محترم وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0302-5089782

☆ حلقہ کراچی وسطیٰ کے منفرد فقیح محترم محمد طارق کے والدوفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0343-3184056

اللَّهُ تَعَالَى مَرْحومِينَ كَيْ مَغْفِرَةً فَرْمَأَهُ اُوْرَپَسْ مَانَدَگَانَ كَوْصِبِرْ جَمِيلَ كَيْ تَوْفِيقَ دَعَى۔  
قارئین سے بھی ان کے لیے ذُعایے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمَا وَ ارْحَمْهُمَا وَ ادْخِلْهُمَا  
فِي رَحْمَتِكَ وَ حَاسِبْهُمَا حِسَابًا يَسِيرًا

شعبہ خط و کتابت کو رسکی تاریخ میں ایک اور سگب میل کا اضافہ!!

## آن لائن کورس

کیا آپ جانتا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دنیٰ ذمہ داریاں کیا ہیں؟

نیکی اور تقویٰ اور چہاد اور قیال کی حقیقت کیا ہے؟

کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ کیروں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟

کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی

اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم مغفور کے مرتب کردہ

"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پرمنی

"قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجئے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شاگقین علوم قرآنی کی دریینہ خواہش پر

الحمد للہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور

نون: 3-35869501 (92-42)

E-mail: distancelearning@tanzeem.org

Weekly

**Nida-e-Khilafat**

Lahore

# **ACEFYL**

SUGAR FREE  
**COUGH  
SYRUP**

Acefyline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین  
**کھانسی کا شربت**  
**شوگرفری**

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں  
 یکساں مفید

